Postal Reg.No:PB-0258/2002

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 51 شمارہ 17

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

10 صفر 1423 ہجری 24 شہادت 1381 ہش 24 اپریل 2002ء

اخبار احمدیہ

قادیان 20 اپریل 2002ء (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

کل حضور پرنور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی صفت 'الجبار' کی بصیرت افروز تشریح بیان فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت وسلامتی، کامل شفایابی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

میری ہمدردی نے تقاضا کیا کہ روشن ثبوتوں سے ثابت کروں کہ حضرت مسیح علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے اور نہ آسمان پر گئے اور نہ کبھی امید رکھنی چاہئے کہ وہ پھر زمین پر آسمان سے نازل ہونگے

بلکہ

وہ ایک سو بیس برس کی عمر پا کر سری نگر کشمیر میں فوت ہو گئے اور سری نگر محلہ خانیار میں ان کی قبر ہے

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہی ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کیلئے تیار کئے ہیں۔ مجھے اس نے بھیجا ہے کہ تا میں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں اور اسلام میں اخلاقی حالتوں کو دوبارہ قائم کردوں اور مجھے اس نے حق کے طالبوں کی تسلی پانے کے لئے آسمانی نشان بھی عطا فرمائے ہیں اور میری تائید میں اپنے عجیب کام دکھائے ہیں اور غیب کی باتیں اور آئندہ کے بھید جو خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں کے رو سے صادق کی شناخت کیلئے اصل معیار ہے میرے پر کھولے ہیں اور پاک معارف اور علوم مجھے عطا فرمائے ہیں اس لئے ان روحوں نے مجھ سے دشمنی کی جو سچائی کو نہیں چاہتیں اور تاریکی سے خوش ہیں۔ مگر میں نے چاہا کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے نوع انسان کی ہمدردی کروں۔ سو اس زمانہ میں عیسائیوں کے ساتھ بڑی ہمدردی یہ ہے کہ ان کو اس سچے خدا کی طرف توجہ دی جائے جو پیدا ہونے اور مرنے اور دکھ درد وغیرہ نقصانوں سے پاک ہے۔ وہ خدا جس نے تمام ابتدائی اجسام واجرام کو کروی شکل پر پیدا کر کے اپنے قانون قدرت میں یہ ہدایت منقوش کی کہ اس کی ذات میں کرویت کی طرح وحدت اور یک جہتی ہے اس لئے بسیط چیزوں میں سے کوئی چیز سہ گوشہ پیدا نہیں کی گئی یعنی جو کچھ خدا کے ہاتھ سے پہلے پہلے نکلا جیسے زمین آسمان سورج چاند اور تمام ستارے اور عناصر وہ سب کروی ہیں جن کی کرویت توحید کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ سو عیسائیوں سے سچی ہمدردی اور سچی محبت اس سے بڑھ کر اور کوئی نہیں کہ اس خدا کی طرف ان کی رہبری کی جائے جس کے ہاتھ کی چیزیں اس کو تثلیث سے پاک ٹھہراتی ہیں۔

اور مسلمانوں کے ساتھ بڑی ہمدردی یہ ہے کہ ان کی اخلاقی حالتوں کو درست کیا جائے اور انکی ان جھوٹی امیدوں کو کہ ایک خونی مہدی اور مسیح کا ظاہر ہونا اپنے دلوں میں جمائے بیٹھے ہیں جو اسلامی ہدایتوں کی سراسر مخالف ہیں زائل کیا جائے اور میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ حال کے بعض علماء کے یہ خیالات کہ مہدی خونی آئے گا اور تلوار سے اسلام کو پھیلائے گا یہ تمام خیالات قرآنی تعلیم کے مخالف اور صرف نفسانی آرزوئیں ہیں اور ایک نیک اور حق پسند مسلمان کیلئے ان خیالات سے باز آجانے کیلئے صرف اسی قدر کافی ہے کہ قرآنی ہدایتوں کو غور سے پڑھے اور ذرہ ٹھہر کر اور فکر اور سوچ سے کام لے کر نظر کرے کہ کیونکہ خدا تعالیٰ کا پاک کلام اس بات کا مخالف ہے کہ کسی کو دین میں داخل کرنے کیلئے قتل کی دھمکی دی جائے۔ غرض یہی ایک دلیل ایسے عقیدوں کے باطل ثابت کرنے کیلئے کافی ہے لیکن تاہم میری ہمدردی نے تقاضا کیا کہ تاریخی واقعات وغیرہ روشن ثبوتوں سے بھی مذکورہ بالا عقاید کا باطل ہونا ثابت کروں سو میں اس کتاب میں یہ ثابت کروں گا کہ حضرت مسیح علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے اور نہ آسمان پر گئے اور نہ کبھی امید رکھنی چاہئے کہ وہ پھر زمین پر آسمان سے نازل ہوں گے بلکہ وہ ایک سو بیس برس کی عمر پا کر سرینگر کشمیر میں فوت ہو گئے اور سرینگر محلہ خانیار میں ان کی قبر ہے۔ اور میں نے صفائی بیان کیلئے اس تحقیق کو دس ابواب اور ایک خاتمہ پر منقسم کیا ہے۔

۱)...... اول وہ شہادتیں جو اس بارے میں انجیل سے ہم کو ملی ہیں۔

۲)...... دوم وہ شہادتیں جو اس بارے میں قرآن شریف اور حدیث سے ہم کو ملی ہیں۔

۳)...... سوم وہ شہادتیں جو طبابت کی کتابوں سے ہم کو ملی ہیں۔

۴)...... چہارم وہ شہادتیں جو تاریخی کتابوں سے ہم کو ملی ہیں۔

۵)...... پنجم وہ شہادتیں جو زبانی تواترات سے ہم کو ملی ہیں۔

۶)...... ششم وہ شہادتیں جو قرائن متفقہ سے ہم کو ملی ہیں۔

۷)...... ہفتم وہ شہادتیں جو معقولی دلائل سے ہم کو ملی ہیں۔

۸)...... ہشتم وہ شہادتیں جو خدا کے تازہ الہام سے ہم کو ملی ہیں۔ یہ آٹھ باب ہیں۔

۹)...... نویں باب میں برعایت اختصار عیسائی مذہب اور اسلام کی تعلیم کی رو سے مقابلہ کر کے دکھلایا جائے گا اور اسلامی مذہب کی سچائی کے دلائل بیان کئے جائیں گے۔

۱۰)...... دسویں باب میں کچھ زیادہ تفصیل ان امور کی کی جائے گی جن کے لئے خدا نے مجھے مامور کیا ہے اور یہ بیان ہوگا کہ میرے مسیح موعود اور منجانب اللہ ہونے کا ثبوت کیا ہے اور اخیر پر ایک خاتمہ کتاب کا ہوگا جس میں بعض ضروری ہدایتیں درج ہوں گی۔

ناظرین سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو غور سے پڑھیں اور یونہی بدظنی سے ان سچائیوں کو ہاتھ سے پھینک نہ دیں اور یاد رکھیں کہ ہماری یہ تحقیق سرسری نہیں ہے بلکہ یہ ثبوت نہایت تحقیق اور تفتیش سے بہم پہنچایا گیا ہے اور ہم خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اس کام میں ہماری مدد کرے اور اپنے خاص الہام اور القا سے سچائی کی پوری روشنی ہمیں عطا فرمائے کہ ہر ایک صحیح علم اور صاف معرفت اسی سے اترتی اور اسی کی توفیق سے دلوں کی رہنمائی کرتی ہے آمین ثم آمین۔

(خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۵ اپریل ۱۸۹۹ء)

☆☆☆☆☆☆

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان۔

ایک اعتراض یہ بھی!

(تسلسل کے لئے دیکھیں اخبار بدر مجریہ 10 جنوری 2002ء شمارہ نمبر 2)

قبل ازیں ہم اخبار بدر کے گزشتہ شماروں میں ملاؤں کیطرف سے بعض فقہی مسائل کو زیر بحث لاکر جماعت احمدیہ کو نشانۂ اعتراض بنانے اور اپنے نام نہاد فتوی کفر کو ثابت کرنے کی کوشش کے تعلق سے ان کے بعض اعتراضات کے مفصل و مدلل جوابات دے چکے ہیں جن میں بالخصوص نمازوں کو جمع کرنے کے تعلق سے تذکرہ تھا۔ آج کی اس گفتگو میں ہم بعض اور فقہی مسائل کو زیر بحث لارہے ہیں۔ ان مسائل کا تعلق خاص طور پر نماز تراویح کی رکعات، فرض نمازوں میں سنتوں کی رکعات، فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا، اور نیت نماز کو پڑھنے کے تعلق سے ہے۔

جہاں تک نماز تراویح کا تعلق ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ نے اپنی حیات طیبہ میں رات کے آخری حصہ میں نماز تہجد کی ادائیگی فرمائی ہے اور آپ کا یہ طرز عمل درج ذیل ارشاد خداوندی کے مطابق تھا۔ ارشاد باری تعالی ہے:-

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰىٓ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

ترجمہ ...... اور رات کے ایک حصہ میں بھی اس (قرآن) کیساتھ تہجد پڑھا کر۔ یہ تیرے لئے نفل کے طور پر ہوگا۔ قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر فائز کردے۔

اور جہاں تک اس نماز تہجد کے اوقات کا تعلق ہے تو قرآن مجید میں اس تعلق میں اللہ تعالی فرماتا ہے:

قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا

ترجمہ...... رات کو قیام کیا کر مگر تھوڑا۔ اس کا نصف یا اس میں سے کچھ تھوڑا سا کم کردے

گویا نماز تہجد کا حقیقی وقت رات کے آخری حصے میں قرار پایا۔ اور اس کو خدا تعالی نے ایک نفلی نماز کے طور پر رکھا ہے۔

جہاں تک نماز تہجد کی رکعات کا سوال ہے بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث نہایت صراحت کے ساتھ روشنی ڈال رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ رکعات سے زیادہ کبھی بھی نہیں پڑھیں خواہ رمضان ہو یا غیر رمضان۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عن ابی سلمة بن عبد الرحمن انه اخبره انه سأل عائشة رضی الله عنها کیف کانت صلوة رسول الله صلی الله علیه وسلم فی رمضان فقالت ماکان رسول الله صلی الله علیه وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیره علی احدی عشرة رکعة یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنهن و طولهن ثم یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنهن و طولهن ثم یصلی ثلاثا.

ترجمہ...... ابوسلمہ بن عبدالرحمن روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے سیدہ عائشہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق پوچھا کہ رمضان میں آپ کس طرح نماز پڑھتے۔ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا رمضان ہو یا غیر رمضان گیارہ رکعتوں سے زیادہ کبھی نہ پڑھتے تھے۔ چار رکعتیں ایسی پڑھتے تھے کہ ان کی عمدگی اور طوالت کے بارہ میں پوچھو ہی نہیں پھر چار رکعتیں ادا فرماتے اور ان کی عمدگی اور طوالت کا کیا کہنا۔ پھر آپ تین رکعت پڑھتے۔

قارئین! حدیث قابل غور ہے۔ حضرت عائشہؓ کی قطعی شہادت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی گیارہ رکعات سے تجاوز نہیں کرتے تھے۔ اور یہ بھی قابل توجہ ہے کہ ابوسلمی بن عبدالرحمن نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت پوچھی تھی۔ کمیت نہیں پوچھی اور نہ آپ کا یہ مقصد تھا جیسا کہ سوال کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ لیکن حضرت عائشہؓ جب جواب ارشاد فرماتی ہیں تو پہلے کمیت بتاتی ہیں بعد میں کیفیت۔ اور جو جواب کے الفاظ ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کوئی اتفاقی جواب نہیں تھا کہ کیفیت بتاتے بتاتے از خود کمیت بھی اتفاقاً آپ کے منہ سے نکل گئی ہو۔ بلکہ آپ نے ارادتاً بتایا۔ اور خوب تاکید اور زیادہ زور جواب کے پہلے حصہ میں ہی ہے کہ "رمضان ہو یا غیر رمضان آپ کبھی بھی گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے" پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو غیب سے خبر دے دی تھی کہ کیفیت کی تو کوئی بات نہیں آئندہ کمیت میں جھگڑا ہوگا۔ قربان جایئے کیا ہی بجا فرمایا ہمارے آقا و مولی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نصف دین عائشہؓ سے سیکھو۔ ایسے میں آپ کی وہ حدیث بھی یاد آتی ہے کہ: قولوا انه خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعده. ایک چھوٹے سے فقرہ میں امت کے کتنے بڑے مسئلہ کا حل آپ نے پیش فرمادیا۔ پس بلاشک آپ معلّمہ امت ہیں۔ اور آپ کا قطعی فیصلہ ہے کہ نماز تہجد کی آٹھ رکعات ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کو اللہ جل شانہ نے تجدید دین و اصلاح احوال امت مسلمہ کی خاطر حکم و عدل بنا کر مبعوث فرمایا آپ نے بھی آٹھ رکعات پر مہر تصدیق ثبت فرمائی۔

"تراویح کے تعلق سے عرض ہوا کہ جب تہجد ہے تو بیس رکعت پڑھنے کی نسبت کیا ارشاد ہے کیونکہ تہجد تو مع وتر گیارہ یا تیرہ رکعت ہے" فرمایا:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت دائمی تو وہی آٹھ رکعت ہیں اور آپ تہجد کے وقت ہی پڑھا کرتے تھے اور یہی افضل ہے مگر پہلی رات بھی پڑھ لینا جائز ہے ایک روایت میں ہے کہ آپ نے رات کے اول حصہ میں اسے پڑھا۔ بیس رکعات بعد میں پڑھی گئیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وہی تھی جو پہلے بیان ہوئی"

(البدر 6 فروری 1908ء صفحہ 7 بحوالہ فتاوی مسیح موعود صفحہ 72 مطبوعہ اللہ بخش پرنٹنگ پریس قادیان 1935ء)

جہاں تک رمضان کے دنوں میں بعد نماز عشاء نماز تراویح کے باجماعت پڑھنے کا تعلق ہے تو اس کی بنیاد بھی دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے۔ چنانچہ حدیث بخاری میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم صلی ذات لیلة فی المسجد فصلی بصلاته ناس ثم صلی من القابلة فکثر الناس ثم اجتمعوا من اللیلة الثالثة او الرابعة فلم یخرج الیهم رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما اصبح قال قد رأیت الذی صنعتم ولم یمنعنی من الخروج الیکم انی خشیت ان تفرض علیکم وذالک فی رمضان.

ترجمہ...... ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز پڑھی آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی نماز پڑھی۔ پھر دوسری رات آپ نے نماز پڑھی تو لوگ زیادہ ہوگئے پھر لوگ اکٹھے ہوئے تیسری رات یا چوتھی رات بھی، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف نہیں لائے۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا جو تم نے کیا مجھے اس کا علم تھا یعنی مجھے معلوم تھا کہ تم لوگ مسجد میں نماز کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ لیکن مجھے اس بات کے خوف نے باہر آنے سے روکا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ کردی جائے۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ رمضان کے دنوں کا ہے۔

مذکورہ حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سنت مبارکہ ثابت ہوئی کہ رمضان کے دنوں میں آپ نے تہجد کی نماز چند یوم باجماعت بھی پڑھائی تھی اور موجودہ طرز تراویح اسی کا بنیادی عنصر ہے۔

جہاں تک آج کل کے دنوں میں رمضان میں بعد نماز عشاء نماز تہجد کے قائم مقام نماز پڑھنے کا تعلق ہے جسے نماز تراویح کہا جاتا ہے تو اس سنت کا بنیادی عنصر جیسا کہ ہم قبل ازیں ذکر کرچکے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ہی ثابت ہے۔ لیکن عام طبقے کی سہولت کے لئے بعد نماز عشاء یا رات کے پہلے حصے میں انتظامی طور پر موجودہ شکل دینے کا رواج حضرت عمرؓ کے زمانہ سے ثابت ہے۔ آپ نے مزدوروں اور دن بھر کام کرنے والے عوام الناس کی سہولت کی خاطر اور اس خاطر تا کہ وہ تمام رمضان نماز تہجد کے قائم مقام کے طور پر نماز تراویح کی ادائیگی کرسکیں اس انتظامی شکل کو رواج دیا۔ لیکن جہاں تک نماز تراویح میں ادائیگی رکعات کا سوال ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بارہ میں وتر سمیت گیارہ رکعت پڑھانے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ مؤطا امام مالک میں آپ کا ارشاد اس طرح درج ہے:

عن سائب بن یزید انه قال امر عمر بن الخطاب ابی بن کعب و تمیمان الداری ان یقوما للناس باحدیٰ عشرة رکعة.

(مؤطا امام مالک سن اشاعت جنوری 1986 مترجم علامہ وحید الزمان مطبع کلاسیکل پرنٹرس دہلی 6 اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی 2)

ترجمہ...... سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھائیں۔

ہاں ایک روایت سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت عمر کے سامنے لوگ بیس رکعت بھی پڑھتے تھے لیکن آپ نے اس پر اعتراض نہیں فرمایا۔ اس اثر کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

عن یزید بن رومان انه قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان بثلاث و عشرین رکعة (مؤطا امام مالک ایضاً)

ترجمہ...... یزید بن رومان سے روایت ہے کہ لوگ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تیئیس رکعتیں پڑھتے تھے۔

یہاں تک کے بیان سے یہ ثابت ہوا کہ نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت سے بڑھکر تہجد پڑھتے یا پڑھاتے تھے۔ اور پھر خلفاء راشدین نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی سنت کی پیروی کا حکم دیا۔ لیکن زائد رکعت پڑھنے والوں پر کوئی اعتراض بھی نہیں کیا اس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ چونکہ نماز تراویح یا نماز تہجد نفل نماز ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل نمازوں کی رکعت کی تعیین پر فرض نمازوں کی طرح زور نہیں دیا، اس لئے اگر کوئی آنحضرتؐ کی اس سنت سے ہٹکر زائد رکعت کی نفل ادا کرتا ہے تو اس کو کوئی قابل اعتراض یا قابل گرفت بات نہیں کہا جائے گا۔ لیکن آج کل کے ملاؤں نے اپنی کم علمی اور کم فہمی کے باعث ان باتوں کو نہ صرف نشانہ اعتراض بنایا ہے بلکہ ان کے طریق کار سے ہٹکر دیگر طریق کار اختیار کرنے والے مسلمان بھائیوں پر نہایت آسانی سے کفر کے فتوے تھوپ کر انہیں اپنی مساجد میں داخل ہونے سے بھی روک دیتے ہیں۔

اب میں آخر میں سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز کا وہ فیصلہ کن اقتباس درج کرتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ اصل تراویح کی نماز آٹھ رکعت ہی ہیں اور اس سے ہٹ کر سب قصے اور کہانیاں ہیں جو بعد کی مولویوں کی پیداوار ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"ابوسلمی بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے آنحضورؐ کی عبادت کے

باقی صفحہ (10) پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

عزیز خدا کا نام ہے۔ وہ اپنی عزت کسی کو نہیں دیتا مگر انہی کو جو اس کے لئے کھوئے گئے ہیں

عزیز ایسی ذات کو کہتے ہیں جو سب پر غالب ہو اور اس پر کوئی غالب نہ آسکے اور

عزیز کے معنوں میں صرف غالب آنا نہیں بلکہ معزز ہونا بھی شامل ہے

آیات قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت عزیز کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۲۲/ فروری ۲۰۰۲ء بمطابق ۲۲/ تبلیغ ۱۳۸۱ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے

اشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له واشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - ملك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

آج کے خطبہ جمعہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت عزیز کا نیا مضمون شروع ہوگا۔ خلاصۃً مَیں آپ کے سامنے عرض کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی صفت عزیز کا ذکر مجموعی طور پر اٹھاسی (۸۸) دفعہ آیا ہے جس میں سے ۴۷ دفعہ عزیز کی صفت کے ساتھ حکیم کو بھی بیان فرمایا گیا ہے۔ باقی مقامات میں صفت عزیز کے ساتھ ذُوانْتِقَام، قَوِیٌّ، عَلِیْمٌ، حَمِیْدٌ، رَحِیْمٌ، غَفُوْرٌ، وَهَّابٌ، غَفَّارٌ، مُقْتَدِرٌ اور جَبَّار صفات کا ذکر ملتا ہے۔

ایک اَور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ سورۃ الشعراء کے گیارہ میں سے ۸ رکوع اَلْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ کی صفات پر ختم ہوتے ہیں۔ اس مختصر بیان کے بعد اب مَیں عزیز کے لغوی معانی پیش کرتا ہوں۔

حل لغات: مفردات میں امام راغبؒ فرماتے ہیں: "العزیز ایسی ذات کو کہتے ہیں جو سب پر غالب ہو اور اس پر کوئی نہ غالب آسکے"۔ اور عزیز میں صرف غالب آنا نہیں بلکہ معزز ہونا بھی شامل ہے۔ وہ غلبہ ہو لیکن اپنی عزت اور شان کی وجہ سے۔

"اور آیت کریمہ (اِنَّهٗ لَكِتَابٌ عَزِيْزٌ) کا مطلب یہ ہے ایسی کتاب جس کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا اور جس کی نظیر پیش کرنا محال ہے۔

لسان العرب میں لکھا ہے: العزیز: خدا تعالیٰ کی صفات اور اُس کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے اور زَجاج کا قول ہے کہ العزیز اس ناقابلِ تسخیر ہستی کو کہتے ہیں جس پر کوئی دوسرا غالب نہیں آسکتا۔ بعض کا خیال ہے کہ العزیز قوی اور ہر چیز پر غالب ہستی کو کہتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ العزیز سے مراد ایسی ذات ہے جس کی طرح کوئی نہ ہو"۔

یہ بھی درست ہے کہ دنیا کے لحاظ سے آپ کسی کو بھی عزیز کہہ لیں جو مرضی بادشاہ ہو یا کوئی اور ہو۔ مگر ایسا غالب اور جو صاحب عزت وکرم ہو یہ انسان میں ممکن نہیں ہے۔ اس لئے یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ہستی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

"خدا کے اسماء میں سے ایک اسم المعزّ بھی ہے اور اس سے مراد وہ ذات ہے جو اپنے بندوں میں سے جسے چاہے عزت بخشتی ہے۔

منجد میں ہے:- العزیز بادشاہ کو بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کا اس کی رعیت پر غلبہ ہوتا ہے۔

العزیز کا ایک معنی صاحبِ شرف اور مکرّم بھی ہے۔

اب قرآن کریم کی وہ آیات آپ کے سامنے رکھتا ہوں جن میں عزیز کا ذکر ملتا ہے۔

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (سورۃ البقرہ: ۱۳۰)۔ اور اے ہمارے ربّ! تو ان میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کر جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب کی تعلیم دے اور (اس کی) حکمت بھی سکھائے اور اُن کا تزکیہ کر دے۔ یقیناً تُو ہی کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

اب یہاں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہے اور قرآن کریم میں حضرت ابراہیمؑ کی طرف منسوب ہو کر یہ دعا جہاں بھی آئی ہے وہاں یہ فرمایا گیا ہے کہ جب تو کتاب اور حکمت کی باتیں ان لوگوں کو سمجھا دیتا ہے تو پھر ان کا تزکیہ کرتا ہے۔ یعنی پہلے اللہ کی طرف سے آیات کی تلاوت کرتا ہے پھر حکمت کی باتیں ساری ان کو سمجھاتا ہے اور جب وہ سب سمجھ جاتے ہیں تو پھر ان کا تزکیہ کرتا ہے۔ قرآن کریم میں ہر جگہ اسی ترتیب سے یہ دعا آئی ہے لیکن قرآن کریم کی شان یہ ہے کہ جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے طور پر رسول اللہ کا ذکر فرمایا ہے جیسے سورۃ الجمعہ میں فرمایا ہے وہاں پہلے ان کو حکمت سمجھاتا ہے، پھر ان کا تزکیہ کرتا ہے ﴿يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ کہ وہ ان پر تلاوت آیات کرتے ہی ان کا تزکیہ کر دیتا ہے اور پھر ان کو علم اور حکمت سکھاتا ہے۔ اس میں ایک اور خوبصورتی کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب تزکیہ ہو جائے تبھی حکمت کی بات سمجھ آسکتی ہے۔ ورنہ اگر تزکیہ ہی نہ ہو تو حکمت کی باتیں بالکل بے معنی ہو جاتی ہیں۔ تو قرآن کریم کی عجیب شان ہے۔ فصاحت وبلاغت میں اس کا کوئی جواب نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم جب آپؐ کے پاس ہوتے ہیں تو ہمارے دل رقّت اختیار کرتے ہیں اور ہمیں دنیا سے بے رغبتی ہوتی ہے اور ہم آخرت والوں میں سے ہو جاتے ہیں۔ اور جب ہم آپؐ سے جدا ہوتے ہیں تو ہمیں اپنے اہل سے موانست ہو جاتی ہے اور ہم اپنی اولاد سے پیار کرتے ہیں اور ہم اپنے آپ سے غافل ہو جاتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم اُسی حال میں رہو جس حال میں تُم میرے پاس سے جاتے ہو تو فرشتے تمہارے گھروں میں تمہاری زیارت کرتے۔ اور اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق نئے سرے سے لے آتا اس لئے کہ وہ گناہ کریں تاکہ اللہ ان کو بخشے ......"۔ پھر فرمایا: "تین ایسے وجود ہیں جن کی دعا ردّ نہیں کی جاتی۔ ایک امام عادل، دوم روزہ دار جب وہ روزہ افطار کرتے ہوئے دعا کرے۔ سوم مظلوم کی دعا آسمان تک پہنچتی ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ربّ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے مجھے میری عزت کی قسم مَیں ضرور تیری مدد کروں گا خواہ تھوڑی دیر بعد کروں"۔ (ترمذی کتاب صفة الجنة باب ما جاء في صفة الجنة ونعيمها)

اس میں یہ بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ جو یہ فرماتا ہے کہ مَیں ایک ایسی مخلوق لے آؤں جو گناہ کرے اور پھر مَیں اسے بخش دوں۔ اس کو سمجھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ شوق نہیں ہے کہ لوگ گناہ کریں۔ اصل مراد یہ ہے کہ حقیقت میں انسان کے اندر گناہ کرنے کی رغبت ہے۔ اگر انسان کے اندر یہ بات نہ ہوتی تو پھر فرشتے ہی کافی تھے، انسان کی پیدائش کی غرض ہی کوئی نہیں تھی۔ اور غفور صفت جو خدا کی ہے اس کا فرشتوں سے تعلق نہیں ہے۔ اس کا اسی قسم کی مخلوقات سے تعلق ہے جن سے غلطیاں سرزد ہوتی ہیں۔ تو اگر تم نے اپنی پیدائش کا مقصد ہی کھو دیا ہوتا اور تم بھی فرشتوں کی طرح اس دنیا میں پھرتے تو پھر مجھے تمہاری ضرورت کیا تھی، پھر فرشتے ہی کافی تھے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ابلیس نے اپنے ربّ سے کہا کہ تیری عزّت اور جلال کی قسم کہ مَیں بنی آدم کو اس وقت تک کہ ارواح ان میں ہوں گمراہ کرتا رہوں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری عزت اور میرے جلال کی قسم مَیں اُس وقت تک ان کو بخشتا رہوں گا جب تک کہ وہ مجھ سے مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۲۹ مطبوعہ بیروت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: "اَعُوْذُ

بِعِزَّتِكَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ یَمُوْتُوْنَ"۔ یعنی اے اللہ میں تیری ذات کی عزت کے واسطہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں تو ایسا معبود ہے جس پر فنا نہیں جبکہ جن وانس مرنے والے ہیں۔

(بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ ﴿وھوالعزیز الحکیم﴾)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں ایک شخص نے حضرت ابو بکرؓ سے بدزبانی کی۔ نبی کریم ﷺ (اس کی باتوں پر) تعجب کرتے اور مسکراتے رہے۔ جب اُس شخص نے گالی گلوچ کی حد کر دی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود اُس کی ہی بعض باتیں اُس پر کو ٹائیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ ناراض ہوئے اور اُٹھ کر چل دیئے۔ اس پر حضرت ابو بکرؓ آپؐ کے پیچھے گئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! وہ آپ کی موجودگی میں مجھے گالیاں دے رہا تھا اور جب میں نے خود اُس کی ہی بعض باتیں اُس پر کو ٹائی ہیں تو آپؐ ناراض ہو کر چل دیئے؟ آپؐ نے فرمایا: (جب تک تم خاموش تھے) تب تک ایک فرشتہ تمہارے ساتھ تھا جو تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا۔ پھر جب تم نے اُس کی ہی بعض باتیں اُس پر کو ٹانی شروع کیں تو شیطان (درمیان میں) آگیا اور میں تو شیطان کے ساتھ بیٹھنے والا نہیں ہوں۔

پھر آپؐ نے فرمایا: اے ابو بکر! تین باتیں ایسی ہیں جو بالکل برحق ہیں۔ جس بندے پر کوئی ظلم ہو اور وہ اُس کا خدا کی خاطر جواب نہ دے تو اللہ تعالیٰ اُسے عزت بخشتا ہے اور اُس کی نصرت فرماتا ہے۔ اور جو شخص بھی صلہ رحمی کی خاطر عطیات دینے کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے اور بھی کثرت سے عطا فرماتا ہے۔ اور جو شخص بھی (مال کی) کثرت چاہتے ہوئے مانگنے کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے تنگدستی میں اَور بھی بڑھا دیتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل. باقی مسند المکثرین)

اب یہ بھی ایک ایسی حقیقت ہے جو ہر شخص کے علم میں ہے کہ جو ایک دفعہ انسانوں سے مانگنے کا دروازہ کھول دیتا ہے تو اس کی بھوک کبھی بھی نہیں مٹتی اور اس کی غربت اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ تو سب سے زیادہ ضروری تو قناعت ہے کہ اللہ تعالیٰ پر قناعت کرے اور اس کے فضل سے ہی مانگے۔ وہ اپنے فضل سے پھر انسان کو بہت غنی کر دیتا ہے۔ اس لئے جن لوگوں کو رزق کی تنگی ہو ان کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ سے قناعت طلب کریں۔ اصل میں رزق جتنا زیادہ بھی ہو پھر بھی وہ انسان کی خواہش اور حسرتوں کو پورا نہیں کر سکتا۔ ابن آدم کو اگر ایک اور وادی دی جائے تو وہ کہے گا اس کے علاوہ اور بھی کچھ ہے تو دے دے۔ تو یہ جہنم کی ایک مثال ہے۔ انسان کی حرص و ہوا کی جہنم کبھی ٹھنڈی نہیں ہوتی۔ ایک عالم دے دو تو ایک اور عالم اس سے مانگ لیتا ہے۔ غالب نے بھی اپنی طرف سے ایک ہلکا سا طنزیہ شعر کہا ہوا ہے

دونوں جہان دے کے وہ سمجھے یہ خوش رہا   یاں آپڑی یہ شرم کہ تکرار کیا کریں

حالانکہ حماقت کی یہ حد ہے۔ خدا تعالیٰ کے سامنے تو دونوں جہان کی بھی کوئی قیمت نہیں ہے اور انسان جتنی دفعہ بھی تکرار کرتا چلا جائے گا خدا تعالیٰ کے ہاں اس سے کچھ بھی کم نہیں ہو سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس کی مثال کے طور پر ایک موقع پر سوئی کے ناکے کو پانی میں ڈبو کر نکالا اور کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ بے انتہا نعمت کرے اور بیشمار عطا فرمائے تو سوئی کے ناکے کو پانی سے نکال کر جو قطرہ لگا ہوتا ہے اتنا بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے سمندروں سے کم نہیں ہو سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ بے انتہا مانگنا چاہئے۔ آگے اللہ کی مرضی ہے وہ سمجھتا ہے کہ کس بندے کو کس حد تک عطا کرنا چاہئے۔

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً. وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ. اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ. فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْکُمُ الْبَیِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ﴾

(سورۃ البقرہ: ۲۰۹، ۲۱۰)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم سب کے سب اطاعت (کے دائرہ) میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو۔ یقیناً وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔ پس اگر تم اس کے بعد بھی پھسل جاؤ کہ تمہارے پاس کھلے کھلے نشان آچکے ہیں تو جان لو کہ اللہ کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً: فرمانبرداری میں داخل ہو جاؤ۔ فرمانبرداری انسان کو کامیاب کر لیتی ہے۔ ابتداء سے یہ سبق شروع ہے۔ پہلے بتایا ﴿یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ﴾ (بقرہ:۵)۔ پھر فرمایا: ﴿اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ﴾ (بقرہ:۲۲) ﴿اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ ھُدًی﴾ (بقرہ:۳۹) پھر ابراہیم کی طرز پر چلنے کا ارشاد کیا۔ پھر فرمایا کہ اس راہ میں جان پر بھی پڑے تو تامل نہ کرو کیونکہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔" (ضمیمہ اخبار بدر قادیان. ۱۲/اپریل ۱۹۰۹ء)

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کا کلام مختصر ہوا کرتا تھا اس لئے ہر شخص فوری طور پر اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ تو بجائے اس کے کہ میں اس کی تشریح میں کافی وقت لگاؤں جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ نے فرمایا میں نے انہی الفاظ میں آپ کے سامنے رکھ دیا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"اے ایمان والو! خدا کی راہ میں اپنی گردن ڈال دو اور شیطانی راہوں کو اختیار مت کرو کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ اس جگہ شیطان سے مراد وہی لوگ ہیں جو بدی کی تعلیم دیتے ہیں۔"

(یادداشتیں براہین احمدیہ. حصہ پنجم. صفحہ ۲۰۱، نیز "پیغام صلح" صفحہ ۴۸)

اب یاد رکھنا چاہئے کہ انسان کے ساتھی بھی بعض دفعہ شیطان ہوتے ہیں جو بدی کی تعلیم دیتے ہیں اور یہ خیال کر لینا کہ شیطان ضرور باہر سے آتا ہے جو ہمیں بدی کی تعلیم دیتا ہے یہ بات درست نہیں۔ ہر انسان کے ساتھ خدا تعالیٰ اس کی اپنی صفت سے ملتی جلتی باتیں کرنے والے شیطانوں کو لگا دیتا ہے۔ اور بعض دفعہ ایسے شیطان بھی لگ جاتے ہیں جو کسی شخص کی اپنی صفت کے بالکل خلاف ہوں اور جس طرح ایک روحانی اثر ہوتا ہے وہ اثر ڈال دیتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی خدمت میں آپ کا ایک شاگرد حاضر ہوا۔ اس نے کہا کہ حضرت آپ کی مجلس میں بیٹھتا ہوں تو خدا تعالیٰ کی ہستی پر شک کرنے کا وہم بھی نہیں آتا۔ لیکن جب میں مسجد نور میں نماز پڑھتا ہوں تو وہاں میرے دل میں طرح طرح کے وساوس پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی فراست نے فوراً سمجھ لیا کہ اس کا ساتھی کوئی دہریہ ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے ساتھ کون نماز پڑھتا ہے، تم اس سے ہٹ جاؤ اور اس کو اپنے سے دور کر دو۔ پھر اس نے ایسا ہی کیا تو پھر اس کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ کبھی اس کے ذہن میں کوئی وسوسہ پیدا نہ ہوا۔ تو وساوس بھی شیطان پیدا کرتا ہے اور شیطان سے مراد صرف شیطان وہ نہیں جو فرضی شیطان ہمارے تصور کا ہے بلکہ انسانوں میں سے بڑی کثرت کے ساتھ شیاطین ہیں جو وساوس پیدا کرنے والے ہیں۔

﴿یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْیَتٰمٰی. قُلْ اِصْلَاحٌ لَّھُمْ خَیْرٌ. وَاِنْ تُخَالِطُوْھُمْ فَاِخْوَانُکُمْ. وَاللّٰہُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ. وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَاَعْنَتَکُمْ. اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ﴾ (سورۃ البقرہ: ۲۲۱)۔ اور وہ تجھ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ تو کہہ دے ان کی اصلاح اچھی بات ہے۔ اور اگر تم ان کے ساتھ مل جل کر رہو تو وہ تمہارے بھائی بند ہی ہیں۔ اور اللہ فساد کرنے والے کا اصلاح کرنے والے سے فرق جانتا ہے۔ اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں ضرور مشکل میں ڈال دیتا۔ یقیناً اللہ کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ "خَیْرُ بَیْتٍ فِی الْمُسْلِمِیْنَ بَیْتٌ فِیْہِ یَتِیْمٌ یُحْسَنُ اِلَیْہِ وَشَرُّ بَیْتٍ فِی الْمُسْلِمِیْنَ بَیْتٌ فِیْہِ یَتِیْمٌ یُسَآءُ اِلَیْہِ"۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الادب باب حق الیتیم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کے گھروں میں سے بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے عمدہ سلوک کیا جا رہا ہو۔

PRIME AUTO PARTS

HOUSE OF GENUINE SPARES

AMBASSADOR &

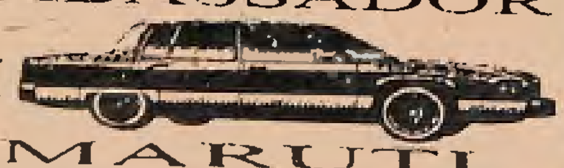

MARUTI

P, 48 PRINCEP STREET

CALCUTTA- 700072 ☎2370509

شریف جیولرز

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔

فون دوکان 0092-4524-212515

رہائش 0092-4524-212300

اور مسلمانوں کے گھروں میں سے بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے بدسلوکی کی جائے۔

سنن نسائی میں ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "یقیناً دنیا کا مال ہرا بھرا میٹھا ہے اور اس مسلمان کے لئے اچھا ساتھی ہے جو اس میں سے یتیم اور مسکین اور مسافر کو دیتا ہے۔ اور وہ شخص جو مال ناحق لیتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا جاتا ہے مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور یہ مال اس کے خلاف قیامت کے روز گواہ ہوگا"۔

(سنن نسائی کتاب الزکوٰۃ)

عمرو بن شعیب اپنے دادا کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ میرے پاس مال نہیں ہے مگر ایک یتیم کا کفیل ہوں۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ اپنے زیر کفالت یتیم کے مال سے صرف اسی قدر کھاؤ جو نہ اسراف ہو، نہ ہی فضول خرچی ہو اور نہ ہی اس کے مال سے اپنا ذاتی مال بڑھاؤ۔ اسی طرح یہ بھی نہ ہو کہ اس کے مال سے اپنا مال بچاؤ۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۲۱۵، ۲۱۶ مطبوعہ بیروت)

یعنی جہاں خطرہ والی جگہ ہو، جہاں خطرہ ہو کہ یہ خراب نہ ہو جائے وہاں اپنا مال دینے کی بجائے اس یتیم کا مال استعمال کر لو یہ ہرگز جائز نہیں ہے۔ یتیم کا مال تو انسان کے پاس کفالت ہے۔ اور وہ اس کا کفیل ہونے کی وجہ سے ذمہ دار ہے۔ اگر غریب ہے تو صرف اتنا اس میں سے کھا سکتا ہے کہ جو اس کو بھوک سے نجات دیدے۔ ورنہ یتیم کا مال جو کسی کے پاس ہے وہ اس کے پاس امانت ہے۔ اس کے اموال میں بددیانتی نہیں کرنی چاہئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"جب لڑائی چھڑتی ہے تو اس میں مقتول بھی ہوتے ہیں اور مقتول کے بچے یتیم بھی ہوتے تھے اس لئے ان کی نسبت حکم دیا: اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ان کی بہتری، بہبودی کا فکر بہت بڑی نیکی ہے۔"

(ضمیمہ اخبار بدر۔ ۱۶/اپریل ۱۹۰۹ء)

یہاں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے اس معاملہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ میں ہونے والی مدافعانہ جنگوں کی طرف پھیرا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مدافعانہ جنگیں کیا کرتے تھے تو بہت سے لوگ شہید بھی ہو جاتے تھے اور پھر ان کے بچے یتیم رہ جاتے تھے تو ان کی خبر گیری کا خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اگر کوئی ایسا مالدار ہو جو صحیح العقل نہ ہو مثلاً یتیم یا نابالغ ہو اور اندیشہ ہو کہ وہ اپنی حماقت سے اپنے مال کو ضائع کر دے گا تو تم (بطور کورٹ آف وارڈس کے) وہ تمام مال اس کا متکفل کے طور پر اپنے قبضہ میں لے لو۔ اور وہ تمام مال جس پر سلسلہ تجارت اور معیشت کا چلتا ہے ان بیوقوفوں کے حوالہ مت کرو"۔ اب قرآن کریم کو دیکھئے یہ کیسی حکمت کی بات ہے کہ جو مال بظاہر یتیموں وغیرہ کا ہے فرمایا یہ قومی خزانہ ہے۔ اگر بیوقوفوں کے سپرد کریں گے اور وہ ضائع کریں گے تو ساری قوم کا نقصان ہوگا۔ اس لئے یہ مال قوم کا ہے ان کی حفاظت کرو۔ جب تک ان کو عقل نہ آجائے اس وقت تک حسب ضرورت ان پر خرچ کرو۔ جب وہ صاحب عقل و فہم ہو جائیں اور ان کو پرکھ لو کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ مال کو ضائع نہیں کریں گے تب بے شک ان کو ان کا مال لوٹا دو بلکہ ضرور ان کا مال لوٹا دو۔ فرماتے ہیں: "اور اس مال میں بقدر ضرورت ان کے کھانے اور پہننے کے لئے دے دیا کرو اور ان کو اچھی باتیں قول معروف کی کہتے رہو۔ یعنی ایسی باتیں جن سے ان کی عقل اور تمیز بڑھے اور ایک طور سے ان کے مناسب حال ان کی تربیت ہو جائے اور جاہل اور ناتجربہ کار نہ رہیں۔ اگر وہ تاجر کے بیٹے ہیں تو تجارت کے طریقے ان کو سکھلاؤ اور اگر کوئی اور پیشہ رکھتے ہوں تو اس پیشہ کے مناسب حال ان کو پختہ کر دو۔ غرض ساتھ ساتھ ان کو تعلیم دیتے جاؤ اور اپنی تعلیم کا وقتاً فوقتاً امتحان بھی کرتے جاؤ کہ جو کچھ تم نے سکھلایا انہوں نے سمجھا بھی ہے یا نہیں۔ پھر جب نکاح کے لائق ہو جائیں یعنی عمر قریباً اٹھارہ برس تک پہنچ جائے اور تم دیکھو کہ ان میں اپنے مال کے انتظام کی عقل پیدا ہو گئی ہے تو ان کا مال ان کے حوالے کرو۔ اور فضول خرچی کے طور پر ان کا مال خرچ نہ کرو اور نہ اس خوف سے جلدی کر کے کہ اگر یہ بڑے ہو جائیں گے تو اپنا مال لے لیں گے ان کے مال کا نقصان کرو۔ جو شخص دولتمند ہو اس کو نہیں چاہئے کہ ان کے مال میں سے کچھ حق الخدمت لیوے۔ لیکن ایک محتاج بطور معروف لے سکتا ہے"۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۲)

﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۚ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۚ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۚ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ (سورۃ البقرہ: ۲۲۹)

اور مطلقہ عورتوں کو تین حیض کی مدت تک اپنے آپ کو روکے رکھنا ہوگا۔ اور ان کے لئے جائز نہیں، اگر وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتی ہیں کہ وہ اس چیز کو چھپائیں جو اللہ نے ان کے رحموں میں پیدا کر دی ہے۔ اور اس صورت میں ان کے خاوند زیادہ حقدار ہیں کہ انہیں واپس لے لیں اگر وہ اصلاح چاہتے ہیں۔ اور اُن (عورتوں) کا دستور کے مطابق (مردوں پر) اتنا ہی حق ہے جتنا (مردوں کا) اُن پر ہے۔ حالانکہ مردوں کو ان پر ایک قسم کی فوقیت بھی ہے۔ اور اللہ کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔ مختصر الفاظ میں فرمایا ہے۔ ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ﴾ کہ جیسے مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر ہیں۔ بعض لوگوں کا حال سنا جاتا ہے کہ ان بیچاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں۔ گالیاں دیتے ہیں، حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پردہ کے حکم ایسے ناجائز طریق سے برتتے ہیں کہ ان کو زندہ درگور کر دیتے ہیں۔ چاہئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر انہی سے اُس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ۔ تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے۔"

(البدر۔ جلد ۲۔ نمبر ۱۸۔ بتاریخ ۲۲/مئی ۱۹۰۳ء۔ صفحہ ۱۳۷)

آگے ہے "وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ" کہ میں تم میں اپنے اہل سے سب سے زیادہ بہتر سلوک کرنے والا ہوں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اپنی خواتین مبارکہ کے متعلق جو اسوہ ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ بظاہر جو مارنے کا حکم ہے اس کو بھی غلط سمجھا گیا ہے۔ جو شریف النفس انسان ہو اور اپنی بیوی کے حقوق کا خیال کرے تو یہ ناممکن ہے کہ اس کی بیوی اس حد تک سر اٹھائے کہ پھر وہ اس کو مارنے پر مجبور ہو جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بیگمات، امہات المومنین آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سامنے بعض ایسی باتیں بھی کر دیا کرتی تھیں جس سے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچتی تھی مگر آپ نے کبھی ہاتھ نہیں اٹھایا۔ کبھی ایک دفعہ بھی واقعہ ثابت نہیں کہ اپنی بیوی پر ہاتھ اٹھایا ہو۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارا اسوہ تو اسوۂ رسول ہی ہونا چاہئے۔ یہ جو قرآن کریم کی آیات کی غلط تشریح کر کے ہم سمجھتے ہیں کہ اب مارنے کی اجازت ہے یہ ناجائز بات ہے۔ میرے علم میں بعض احمدی ایسے ہیں جو یہ بہانہ کر کے کہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھ اٹھانے کی اجازت دی ہے اپنی بیویوں پر بہت ظلم اور سختی روا رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ شریعت کے مطابق فعل کر رہے ہیں یہ بالکل حرام ہے۔ شریعت وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے سمجھی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جس طرح شریعت کو اپنے اوپر نافذ فرمایا اور اپنی بیگمات پر نافذ فرمایا اس سے الگ شریعت بنانا بالکل ناجائز ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"قرآن شریف میں غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو یہ امر نہایت ہی ناگوار ہے کہ پرانے تعلقات والے خاوند اور بیوی آپس کے تعلقات کو چھوڑ کر الگ الگ ہو جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُس نے طلاق کے واسطے بڑے بڑے شرائط لگائے ہیں۔ وقفہ کے بعد تین طلاق کا دینا اور ان کا ایک ہی جگہ رہنا وغیرہ۔ یہ امور سب اس واسطے ہیں کہ شاید کسی وقت اُن کے دلی رنج دُور ہو کر آپس میں صلح ہو جاوے۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ کبھی کوئی قریبی رشتہ دار وغیرہ آپس میں لڑائی کرتے ہیں اور تازہ جوش کے وقت میں حکام کے پاس عرضی پرچے لے کر آتے ہیں تو آخر دانا حکام اس وقت ان کو کہہ دیتے ہیں کہ ایک ہفتہ کے بعد آنا۔ اصل غرض ان کی صرف یہی ہوتی ہے کہ یہ آپس میں صلح کر لیں گے اور اُن کے یہ جوش فرو ہوں گے تو پھر ان کی مخالفت باقی (نہ) رہے گی۔ اسی واسطے وہ اس وقت اُن کی وہ درخواست لینا مصلحت کے خلاف جانتے ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی مرد اور عورت کے الگ ہونے کے واسطے ایک کافی موقع رکھ دیا ہے۔ یہ ایک ایسا موقع ہے کہ طرفین کو اپنی بھلائی برائی کے سوچنے کا موقع مل سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾ یعنی دو دفعہ کی طلاق ہونے کے بعد یا اُسے اچھی طرح سے رکھ لیا جاوے یا احسان سے جدا کر دیا جاوے"۔

(الحکم۔ جلد ۷۔ نمبر ۱۳۔ بتاریخ ۱۰/اپریل ۱۹۰۳ء۔ صفحہ ۱۴)

یعنی طلاق میں دو دفعہ طلاق دینے کے بعد بھی اگر طبیعت مائل ہو تو پھر اچھی طرح رکھو تا کہ پھر بار بار طلاق کا سوال نہ پیدا ہو۔ اور اگر جدا بھی کرنا ہے تو احسان کے ساتھ خوش کر کے اس کو جدا کرو۔

﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ. فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ . وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾. (سورۃ البقرہ:۲۴۱)

اور تم میں سے جو لوگ وفات دیئے جائیں اور بیویاں پیچھے چھوڑ رہے ہوں، اُن کی بیویوں کے حق میں یہ وصیت ہے کہ وہ (اپنے گھروں میں) ایک سال تک فائدہ اٹھائیں اور نکالی نہ جائیں۔ ہاں! اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر کوئی گناہ نہیں اس بارہ میں جو وہ خود اپنے متعلق کوئی معروف فیصلہ کریں۔ اور اللہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"یہ بھی جہاد ہی کی بات ہے۔ کیونکہ آخر مسلمان بھی مقتول ہوتے تھے۔ ان کی بیبیاں پیچھے رہ جاتیں۔ ان کے لئے وصیت فرمائی کہ ایک سال تک نہ نکالی جاویں"۔ یعنی حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے نزدیک یہ عمومی نہیں ہے بلکہ جہاد کے دوران کا حکم ہے۔ مگر امر واقعہ یہ ہے کہ ایک عمومی حسن واحسان کی جو تعلیم ہے اس کو کسی وقت کے لئے خاص نہیں کرنا چاہئے۔ جتنا زیادہ سے زیادہ اس کا دائرہ بڑھایا جائے اتنا ہی بہتر ہے۔ تو یہ حکم اب بھی چلتا ہے حالانکہ جہاد بظاہر نہیں ہو رہا۔ جن لوگوں کو اپنی بیویوں سے علیحدگی کرنی پڑے ان کو اپنے اہل و عیال کو نصیحت کرنی چاہئے کہ ان کو کم سے کم ایک سال تک اپنے گھر میں رہنے دو۔ اپنی مرضی سے چھوڑنا چاہیں تو چلی جائیں لیکن اگر نہیں چھوڑنا چاہتیں تو بے شک ان کا حق ہے کہ کم سے کم ایک سال اس گھر میں گزاریں جس میں اپنے خاوند کے ساتھ انہوں نے زندگی گزاری تھی۔

﴿اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى. قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ. قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ. قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا . وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾(سورۃ البقرہ:۲۶۱)

اور (کیا تو نے اس پر بھی غور کیا) جب ابراہیم نے کہا اے میرے ربّ مجھے دکھلا کہ تو مُردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ اُس نے کہا کیا تو ایمان نہیں لا چکا؟ اُس نے کہا کیوں نہیں مگر اس لئے (پوچھا ہے) کہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔ اس نے کہا تو چار پرندے پکڑ لے اور انہیں اپنے ساتھ مانوس کر لے"۔ ﴿فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ﴾ کا جو بالکل غلط ترجمہ بعض علماء کی طرف سے کیا جاتا ہے وہ عربی گرامر کے لحاظ سے بالکل غلط ہے۔ ﴿فَصُرْهُنَّ﴾ کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کو پارہ پارہ کردے مگر پھر ساتھ ﴿اِلَيْكَ﴾ نہیں آئے گا۔ اپنی طرف پارہ پارہ کرنے کا جو مضمون ہے یہ عربی زبان اجازت ہی نہیں دیتی کہ اس قسم کا ترجمہ کیا جا سکے۔ صُرْهُنَّ کا دوسرا مفہوم ہے اپنے ساتھ مانوس کر لے۔ تو یہ اِلَيْكَ کے ساتھ بالکل ٹھیک لگتا ہے کہ چار پرندے پکڑ کر اور ان کو قیمہ قیمہ نہ کر بلکہ ان کو اپنے ساتھ بہت مانوس کر لے۔ ان کو سدھا جس طرح انسان طوطوں پرندوں وغیرہ کو اپنے ساتھ سدھا لیتے ہیں۔ تو پھر دوسرے بھی آواز دیں تو وہ اڑ کر چلے آتے ہیں۔ تو اس طرح کا یہ حکم تھا۔ "اس نے کہا تو چار پرندے پکڑ لے اور انہیں اپنے ساتھ مانوس کر لے، پھر ان میں سے ایک ایک کو ہر پہاڑ پر چھوڑ دے۔ پھر انہیں بُلا، وہ جلدی کرتے ہوئے تیری طرف چلے آئیں گے۔ اور جان لے کہ اللہ کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"حضرت ابراہیم کو ان کے ایک سوال پر اللہ تعالیٰ نے ایک دلیل بتائی ہے کہ کس طرح مُردے زندہ ہوں گے۔ اس پر فرمایا: دیکھ ان جانوروں کو جو جسم اور رُوح کا مجموعہ ہیں تیری ذرا سی پرورش کے سبب سے تیرے بلانے پر پہاڑیوں سے تیری آواز سن کر چلے آئیں گے تو کیا میں جو اُن کا حقیقی مالک اور ربّ پرورش کنندہ ہوں، میرے بلانے پر یہ ذرّات حیوان کے جمع نہیں ہو سکیں گے۔ اس نظارہ اور فعل پر بتاؤ کیا اعتراض ہے؟" (نورالدین۔ ایڈیشن سوم۔ صفحہ ۱۷۸، ۱۷۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اخیر میں اللہ تعالیٰ کی صفت عزیز اور حکیم بیان کی ہے۔ یعنی اس کا غلبہ قہری ایسا ہے کہ ہر ایک چیز اس کی طرف رجوع کر رہی ہے بلکہ جب خدا تعالیٰ کا قرب انسان حاصل کرتا ہے تو اس انسان کی طرف بھی ایک کشش پیدا ہو جاتی ہے جس کا ثبوت سورۃ العادیات میں ہے۔ عزیز حکیم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا غلبہ حکمت سے بھرا ہوا ہے، ناحق کا دکھ نہیں ہے۔"

(الحکم۔ جلد ۷، نمبر ۱۵، بتاریخ ۲۴/اپریل ۱۹۰۳ء۔ صفحہ ۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"عزیز، خدا کا نام ہے۔ وہ اپنی عزت کسی کو نہیں دیتا مگر اُنہیں کو جو اُس کی محبت میں کھوئے گئے ہیں۔ ظاہر خدا کا نام ہے وہ اپنا ظہور کسی کو نہیں بخشتا مگر اُنہیں کو جو اُس کے لئے بمنزلہ اُس کی توحید اور تفرید کے ہیں اور ایسے اُس کی دوستی میں محو ہوئے ہیں جو اب بمنزلہ اُس کی صفات کے ہیں۔ وہ اُن کو نور دیتا ہے اپنے نور میں سے۔ اور علم دیتا ہے اپنے علم میں سے۔ تب وہ اپنے سارے دل اور ساری جان اور ساری محبت سے اُس یار یگانہ کی پرستش کرتے ہیں اور اُس کی رضا کو ایسا چاہتے ہیں جیسا کہ وہ خود چاہتا ہے۔

انسان خدا کی پرستش کا دعویٰ کرتا ہے مگر کیا پرستش صرف بہت سے سجدوں اور رکوع اور قیام سے ہو سکتی ہے یا بہت مرتبہ تسبیح کے دانے پھیرنے والے پرستارِ الٰہی کہلا سکتے ہیں۔ بلکہ پرستش اُس سے ہو سکتی ہے جس کو خدا کی محبت اس درجہ پر اپنی طرف کھینچے کہ اس کا اپنا وجود درمیان سے اُٹھ جائے"۔

یہاں تسبیح کے دانوں کا ذکر آیا ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور خلفائے راشدین اور آپ کے بعد کے اوّلین تبع تابعین نے بھی کبھی تسبیح نہیں پھیری۔ یہ بعد کے بہانے بنے ہوئے ہیں۔ پھپھا کٹنیاں ہاتھوں میں تسبیح پکڑ کر دانے پھیرتی رہتی ہیں۔ لوگوں کو بتانے کے لئے کہ ہم کتنی بزرگ عورتیں ہیں اور واقعۃً تسبیح کے وقت وہ چاہے گالیاں دے رہی ہوں یا کچھ اور بکواس کر رہی ہوں وہ ساری تسبیح دانوں کے ساتھ ہی چل رہی ہوتی ہے۔ اس لئے تسبیح پھیرنے کا کوئی رواج مسلمانوں میں، آنحضرتؐ اور آپؐ کے صحابہ اور خلفائے راشدین اور تبع تابعین سے نہیں آیا۔ یہ بہت بعد کے وقت کی ایجاد ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تفصیل سے فرما رہے ہیں کہ: "اوّل خدا کی ہستی پر پورا یقین ہو۔ اور پھر خدا کے حسن و احسان پر پوری اطلاع ہو۔ اور پھر اُس سے محبت کا تعلق ایسا ہو کہ سوزشِ محبت ہر وقت سینہ میں موجود ہو اور یہ حالت ہر ایک دم چہرہ پر ظاہر ہو اور خدا کی عظمت دل میں ایسی ہو کہ تمام دنیا اُس کی ہستی کے آگے مُردہ متصور ہو اور ہر ایک خوف اُسی کی ذات سے وابستہ ہو اور اُسی کی درد میں لذت ہو اور اُسی کی خلوت میں راحت ہو اور اُس کے بغیر دل کو کسی کے ساتھ قرار نہ ہو۔ اگر ایسی حالت ہو جائے تو اس کا نام پرستش ہے۔......... خدا کو اپنا حقیقی محبوب قرار دے کر اس کی پرستش کرنا یہی ولایت ہے جس سے آگے کوئی درجہ نہیں۔ مگر یہ درجہ بغیر اس کی مدد کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اُس کے حاصل ہونے کی یہ نشانی ہے کہ خدا کی عظمت دل میں بیٹھ جائے۔ خدا کی محبت دل میں بیٹھ جائے اور دل اُسی پر توکّل کرے اور اُسی کو پسند کرے اور ہر ایک چیز پر اُسی کو اختیار کرے اور اپنی زندگی کا مقصد اُسی کی یاد کو سمجھے۔ اور اگر ابراہیم کی طرح اپنے ہاتھ سے اپنی عزیز اولاد کے ذبح کرنے کا حکم ہو۔ یا اپنے تئیں آگ میں ڈالنے کے لئے اشارہ ہو تو ایسے سخت احکام کو بھی محبت کے جوش سے بجا لائے اور رضا جوئی اپنے آقائے کریم میں اُس حد تک کوشش کرے کہ اُس کی اطاعت میں کوئی کسر باقی نہ رہے۔ یہ بہت تنگ دروازہ ہے۔ اور یہ شربت بہت ہی تلخ شربت ہے۔ تھوڑے لوگ ہیں جو اس دروازہ میں سے داخل ہوتے ہیں اور اس شربت کو پیتے ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن۔ جلد ۲۲۔ صفحہ ۵۴،۵۵)

اب اس خطبہ کے بعد مسنون خطبہ بعد میں پڑھتا ہوں۔

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور نے فرمایا کہ: "کھانسی میں مجھے خدا کے فضل سے پہلے سے کافی افاقہ ہے۔ کسی گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ جو علاج میں کر رہا ہوں اس سے جہاں تک ممکن ہے پہلے کی نسبت کافی فرق ہے۔ اور چوٹ جو لگی تھی اس میں بھی اب کافی فرق ہے، بہت نمایاں نظر آتا ہے۔

’نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے‘

﴿مکرم نصیر احمد صاحب قمر ایڈیٹر الفضل انٹرنیشنل لندن﴾

آج سے اٹھارہ سال پہلے 26 اپریل 1984ء کو پاکستان کے فوجی ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق نے وہ نہایت ظالمانہ اور رسوائے زمانہ آرڈیننس جاری کیا جس کی رو سے پاکستان میں بسنے والے احمدیوں کی روزمرہ زندگی کو قانون کی نظر میں ایک جرم بنادیا گیا۔ اس کی رُو سے یہ اعلان کیا گیا کہ اگر کوئی احمدی اپنے آپ کو براہ راست یا بالواسطہ طور پر مسلمان ظاہر کرے گا یا اپنے آپ کو یا اپنے عقیدہ کو اسلام کی طرف منسوب کرے گا یا اپنے عقیدہ کی اشاعت کرے گا یا اس کی طرف دوسروں کو دعوت دے گا تو اسے تین سال قید بامشقت اور اس کے علاوہ بھاری جرمانے کی سزا دی جائے گی اسی آرڈیننس کے ذریعہ احمدیوں کو اپنے بزرگان کے لئے امیر المؤمنین، صحابی، رضی اللہ عنہ، ام المؤمنین، وغیرہ کے الفاظ کے استعمال سے بھی روک دیا گیا اور خلاف ورزی کیصورت میں تین سال قید اور جرمانے کی سزا کی وعید دی گئی۔ اسی طرح یہ کہ احمدی اپنی مسجدوں کو مسجد نہیں کہہ سکتے اور یہ بھی کہ اگر کوئی احمدی اذان دے گا تو اسے بھی تین سال قید اور جرمانے کی سزا دی جائے گی۔ اذان کیا ہے؟ اذان اللہ کی عظمت کبریائی اور اس کی توحید و تفرید کے اقرار اور غیر اللہ کی نفی کا اعلان ہے۔ اذان میں اس بات کی گواہی دی جاتی ہے کہ حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں اور اذان کے ذریعہ لوگوں کو نماز کی طرف اور فلاح کی طرف بلایا جاتا ہے۔

جنرل ضیاء الحق کا شاید یہ خیال ہوگا کہ اس کے ان ظالمانہ قوانین سے مرعوب ہوکر احمدی اسلام سے اپنا تعلق توڑ لیں گے۔ وہ توحید اور حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے اقرار سے باز آجائیں گے۔ وہ عبادتیں ترک کردیں گے۔ اور ان کی مساجد بے آباد ہوجائیں گی اور وہ اسلامی قدروں سے عاری ہوجائیں گے۔ یا انکی اپنے خلیفہ سے وابستگی کمزور پڑ جائے گی اور یوں یہ جماعت منتشر ہوجائے گی۔ لیکن گزشتہ اٹھارہ سال کا ہر دن اور اس کا ہر لمحہ اس بات کا گواہ ہے کہ اس نہایت ظالمانہ قانون کی موجودگی میں اور ہر طرح کے حکومتی اور حکومت کی سرپرستی میں ہونے والے ظلم و تشدد کے باوجود معاندین احمدیت کو اپنے تمام مذموم مقاصد میں بری طرح ناکامی ہوئی۔

ہزارہا احمدیوں کو اس ظالمانہ قانون کے حوالے سے شدید ذہنی اور جسمانی اذیتیں دی گئیں انہیں بے عزت اور ذلیل کیا گیا۔ گلیوں میں گھسیٹا گیا ان کے اموال لوٹے گئے گھروں کو جلایا گیا، انہیں مقدمات میں الجھایا گیا، جیلوں میں ڈالا گیا اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ لیکن وہ احمدیوں کے دلوں سے خدا اور رسول کی محبت کو نوچ نہیں سکے۔ احمدیوں نے کلمہ شہادت کی عزت و عظمت کی حفاظت کے لئے کسی قربانی کے پیش کرنے میں ادنیٰ سا بھی تردد نہیں کیا۔ انہوں نے اپنی جانیں قربان کرکے اپنے خون سے اس بات کی شہادت دی کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ انہوں نے ’اشداء علی الکفار‘ کا نمونہ دکھاتے ہوئے ظلم کے ہر وار پر بلال کی طرح زیادہ قوت اور شدت کے ساتھ توحید کی آواز بلند کی کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ ؎

جو تپتی ریت پہ بھونا گیا ہو مثل بلال
اسی کا حق ہے اذان لا الہ الا اللہ

جنرل ضیاء کا یہ ظالمانہ آرڈیننس احمدیوں کا مسجدوں سے تعلق بھی نہیں توڑ سکا اگرچہ احمدیوں کی متعدد مساجد کو منہدم بھی کیا گیا اور انہیں مسجدوں سے روکنے کے لئے مختلف ظالمانہ اقدامات بھی کئے گئے مگر خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ احمدیوں کا مسجدوں کے ساتھ رابطہ پہلے سے زیادہ مضبوط ہوا۔ اپنے پیارے امام کی شب و روز کی توجہات اور آپ کے پُرمعارف خطبات اور بابرکت راہنمائی اور دعاؤں کے نتیجہ میں ان کی عبادتوں کا معیار ظاہری لحاظ سے بھی بلند ہوا اور ہوتا چلا جارہا ہے اور باطنی لحاظ سے بھی وہ تعلق باللہ میں ہر لمحہ زیادہ استحکام اختیار کررہے ہیں۔ یہاں تو وہی بات صادق آتی ہے کہ:

’عدو شر برانگیزد و خیر ما دراں باشد‘

جس طرح سونا آگ میں پڑ کر کندن بن کے نکلتا ہے، اس آرڈیننس کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام اور قرآن اور عبادت اور مساجد اور ذکر الٰہی سے اور اپنے امام امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جماعت احمدیہ کی محبت زیادہ خالص ہوکر نکھر کر اور نمایاں ہوکر ساری دنیا کے سامنے ابھری ہے۔

ابتلاء کے اس دور میں عالمگیر جماعت احمدیہ خصوصاً جماعت احمدیہ پاکستان نے جس طرح اپنے جان و مال کی قربانی دی اور جس صدق و صفا اور صبر استقامت کے عظیم الشان نمونے دکھائے اور دکھاتی چلی جارہی ہے انہیں دیکھکر اسلام کے دور اول کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ ہم ان تمام شہداء اور اسیران راہ مولیٰ اور ان تمام افراد جماعت کو نہایت عظمت اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور انتہائی خوش قسمت سمجھتے ہیں جنہوں نے راہ مولیٰ میں پہنچنے والی ہر تکلیف کو نہایت بشاشت سے برداشت کیا اور عزم و استقلال صدق و صفا اور مہر و وفا کی زبردست مثالیں قائم کیں۔

جنرل ضیاء الحق نے اگست 1985ء میں انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس لندن کے نام اپنے پیغام میں کہا تھا کہ قادیانیت کے کینسر کو ہم انشاء اللہ جڑ سے ختم کردیں گے۔

ایک طرف فرعون زمانہ جنرل ضیاء الحق کا یہ دعویٰ تھا۔ دوسری طرف خدا کے خلیفہ کا یہ اعلان تھا کہ....؏

’کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا
آج بھی اذن ہوگا تو چل جائے گی‘

پھر کیا ہوا؟ خدا کی اس جماعت کو مٹانے کا دعویٰ کرنے والے پر خدا کا غضب کچھ اس طرح بھڑکا کہ وہ جلاکر خاکستر کردیا گیا۔ اور اس کے وجود کا کچھ بھی باقی نہ رہا۔

اس آرڈیننس سے اس کا یہ بھی مقصد تھا کہ جماعت احمدیہ کا پیغام دنیا میں پھیلنے نہ پائے۔ لیکن حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے یہ اعلان تھا کہ ؏

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا پھیلتی جائے گی شش جہت میں صدا

چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل اور نصرت کیساتھ یہ ’صدائے فقیرانہ حق آشنا‘ شش جہت میں پھلتی چلی گئی اور صرف 1984 کے بعد 83 نئے ممالک میں جماعت احمدیہ قائم ہوچکی ہے۔ جماعت احمدیہ اللہ کے فضل سے دن بدن ترقی کے منازل طے کرتی چلی جارہی ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ شعر جو فی الحقیقت ایک پیشگوئی کا رنگ رکھتا تھا آج ساری دنیا کے احمدی اس کو پورا ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔

1994ء سے ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی نشریات کے ذریعہ تمام دنیا میں پانچوں براعظموں میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام دنیا کی مختلف زبانوں میں نشر ہورہا ہے۔ 1993 میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ نے عالمی بیعت کے سلسلہ کا آغاز فرمایا جس کے نتیجہ میں صرف جلسہ سالانہ 2001 تک کل چودہ کروڑ بیالیس لاکھ اکیس ہزار چھ سو پانچ افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کرچکے ہیں۔ ایک سو سے زائد زبانوں میں منتخب آیات قرآنیہ منتخب احادیث نبویہ اور ارشادات و تحریرات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے تراجم ساری دنیا میں بکثرت شائع ہوچکے ہیں۔ صرف 2000-2001 میں 63 زبانوں میں ایک کروڑ تراسی لاکھ اکانوے ہزار ایک سو چورانوے کی تعداد میں اسلامی لٹریچر شائع ہوا ہے۔ اب تک 54 زبانوں میں مکمل قرآن کریم کے تراجم شائع ہوچکے ہیں اور متعدد زبانوں میں تراجم کا کام تیزی سے جاری ہے۔

الغرض جدید ذرائع مواصلات کو کام میں لاتے ہوئے جماعت احمدیہ بڑی سرعت کے ساتھ شاہراہ غلبہ اسلام پر گامزن ہے اور اسکی یہ ترقی اور کامیابیاں خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کی عظیم الشان برکات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اور اس بات پر گواہ ہیں کہ یہ جماعت خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے اور اسکی نصرت اور حفاظت کا ہاتھ اس کے سر پر ہے۔ دوسری طرف پاکستان میں نام نہاد مسلمانوں اور ان کے علماء کا حال کسی سے بھی مخفی نہیں ہے۔ دن بدن یہ ملک ذلت و نکبت کا شکار ہوتا چلا جارہا ہے۔ اسلام تو ایک طرف عام انسانی قدریں بھی مفقود ہوتی چلی جارہی ہیں۔ خود مُلاں سب سے بڑے دہشت گرد بن چکے ہیں اور اپنی بداعمالیوں کی سزائیں بھگت رہے ہیں۔

مسیح پاک علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

شریروں پر پڑے ان کے شرارے
نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے

☆☆☆

آٹو ٹریڈرز

Auto Traders

16 مینگو لین کلکتہ 70001

دکان: 248-5222، 248-1652، 243-0794

رہائش: 237-0471، 237-8468

دعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072

SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236- 2096, 236 -4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

جناح مولوی اور مشرف

﴿تبسم کاشمیری درنگہ بل پانپور﴾

مذکورہ عنوان کے تحت سری نگر سے شائع ہونے والے کثیر الاشاعت ہفت روزہ چٹان میں جناب تبسم کاشمیری درنگہ بل پانپور کا تحقیقی مضمون تین اقساط میں شائع ہوا ہے۔ گذشتہ دو اقساط قبل ازیں شائع کی جا چکی ہیں۔ چونکہ ہمیں مضمون کی فوٹو کاپیاں موصول ہوئی تھیں لہذا بعض جگہوں سے تحریر پڑھی نہیں جاسکی۔ چنانچہ مضمون کو کسی طرح ملا کر لکھ دیا گیا ہے۔ لیکن اس سے مضمون کی اصلیت ونوعیت میں کوئی فرق نہیں آیا ہے۔

اس مضمون کی تیسری اور آخری قسط **ہفت روزہ چٹان سری نگر 11 تا 17 مارچ** کے شکریہ کے ساتھ پیش ہے۔ .... (ادارہ)

چند سال بعد جمعیت علمائے اسلام (دیوبندی)، جمعیت علمائے پاکستان (بریلوی)، جماعت اسلامی اور دیگر تشدد پسند مولوی صاحبان نے بھٹو صاحب کو اقتدار سے ہٹانے کی خاطر ''تحریک ختم نبوت'' کے نام سے ایک خونریز ایجی ٹیشن شروع کی جس کے دوران درجنوں احمدیوں کو قتل کیا گیا، ان کی مساجد اور جائیدادوں کو تحس نحس کیا گیا، ان کے خلاف زبردست سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی سرکاری املاک کو بھی تباہ کیا گیا۔ ملک میں پھیلی ہوئی بدامنی اور انارکی کو دیکھ کر بھٹو صاحب نے مجبوراً احمدیوں کو Non Muslim ڈکلیئر کیا۔ اس پر علمائے وقت نے انہیں مجاہد اعظم، رجل رشید، مرد مومن اور دنیائے اسلام کا محسن اعظم قرار دیا۔ حالانکہ 1970ء کے الیکشن کے دوران جماعت اسلامی اور اس کے حلیف مولویوں نے انہیں کافر قرار دیا تھا۔ ان مولوی صاحبان کو پورا یقین تھا کہ اپنی روشن خیالی کی بناء پر بھٹو صاحب اس قسم کا فیصلہ نہیں کریں گے۔ لیکن اس نے ان تشدد پسند ملاؤں کے غبارے سے ہوا نکال دی۔ بظاہر تو ملا لوگ اپنے مشن میں ناکام ہوئے لیکن اندر ہی اندر کھچڑی پکاتے رہے۔

پھر 1977ء میں امریکی سامراج بالخصوص ڈاکٹر ہنری کسنجر جیسے یہودی وزیر خارجہ کے اشارے پر منتخب وزیر اعظم کے خلاف ''تحریک نظام مصطفےٰ'' کے نام سے ایک خوں ریز ایجی ٹیشن شروع کی جس کے روح رواں جماعت اسلامی کے امیر میاں محمد طفیل تھے۔ یہ ایجی ٹیشن پاکستان قومی اتحاد کے ہل والے جھنڈے کے تلے شروع کی گئی۔ جس میں پاکستان کرسچن لیگ اور پاکستان کسان مزدور (کمیونسٹ پارٹی) بھی شامل تھی۔ اس کے دوران دہشت گردی اور قتل و غارت گری کے روح فرسا واقعات پیش آئے۔ کراچی کی پٹھان کالونی میں بھٹو صاحب کے چودہ حامیوں کو دن دہاڑے زندہ جلا دیا گیا۔ بھٹو صاحب کو زانی و شرابی قرار دے دیا گیا، حالانکہ صرف دو سال قبل انہیں مرد مومن اور مجاہد اعظم قرار دے دیا تھا۔ وسیع پیمانے پر سرکاری املاک کو تباہ کیا گیا۔ موٹر سازی کے سب سے بڑے کارخانے Public Motors کو چشم زدن میں نظر آتش کر دیا گیا، ہزاروں لوگ قید ہوئے، سینکڑوں زخمی ہوئے، درجنوں ہلاک ہوئے، ان سب کو امریکی ڈالر دیئے گئے ملک میں امریکی ڈالروں کی خوب ریل پیل ہوئی۔

پھر ایک دن Opertion Fairplay کے تحت جنرل ضیاء الحق نے فوجی بغاوت کر کے اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ منتخب وزیر اعظم کو قید کر لیا گیا اور آئین کو معطل کیا گیا، اس وقت جماعت اسلامی، جمعیت علمائے اسلام، مسلم لیگ (پگارا)، پاکستان جمہوری محاذ (نواب زادہ نصر اللہ خان) وغیرہ نے جنرل ضیاء الحق کے فوجی انقلاب کا زبردست خیر مقدم کیا۔ لیکن آج یہی لوگ جنرل مشرف پر نقطہ چین ہیں۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ ہمارے یہاں بھی گنتی کے چند خدائی فوجدار قاضی حسین احمد اور پروفیسر خورشید احمد کا نام لئے بغیر ان کے اس گھسے پٹے سوال کو دہرا رہے ہیں کہ جنرل مشرف کس آئینی حیثیت سے کار سرکار چلا رہے ہیں اور انہیں یہ ''لاحق'' کس نے دیا ہے؟ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان سپریم کورٹ نے جنرل مشرف کے Takeover کو قانونی طور پر جائز قرار دے دیا اور ساتھ ہی انہیں اکتوبر 2002ء تک الیکشن کروانے کی ہدایت بھی دی۔ الغرض جنرل مشرف کے نقطہ چین ابھی کل تک جنرل ضیاء الحق اور جنرل یحیی خان پر تعریفوں کے ڈونگرے برسا رہے تھے۔

جنرل ضیاء الحق کے مارشل لاء کو جماعت اسلامی نے جس شد و مد سے ساتھ دیا اسی بناء پر پاکستان کے عوام نے جماعت اسلامی کو مارشل لاء کی B. Team کے خطاب سے نوازا۔ اقتدار پر قابض ہونے کے بعد جنرل ضیاء الحق نے ذوالفقار علی بھٹو پر Operation Dog کے تحت مقدمہ چلایا اور پھر راولپنڈی جیل میں ایک غیر مسلم تارا مسیح کے ہاتھوں پھانسی پر لٹکایا۔ جماعت اسلامی پاکستان کے خدائی فوجداروں نے خوشیاں منائیں اور مٹھائیاں تقسیم کیں۔

1977ء کے اس ایجی ٹیشن (تحریک نظام مصطفےٰ) کے بارہ میں علامہ اقبال کے فرزند ارجمند جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال اپنی کتاب ''یادیں'' میں یوں تحریر فرماتے ہیں:-

''ساری اپوزیشن نے بھٹو کو ہٹانے کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ اسلام کو خطرے میں ڈال دیا۔ حالانکہ آج تک اسلام خطرے میں نہیں ہوا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ بھٹو نے گھوڑ دوڑ اور شراب بند کر دی۔ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا، سو انہوں نے اپنی طرف سے یوں اسلام نافذ کیا، وہ اپنے اقتدار کو بچانے کی خاطر سب کچھ کرتے چلے گئے، آپ دیکھ لیں اسلام کو کیوں کر حربے کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔''

(یادیں صفحہ 146 مطبوعہ پاکستان)

اس سے قبل 1953ء میں انجمن احرار اسلام، جمعیت اسلام، جماعت اسلامی، جمعیت اہل حدیث، شیعہ متحدہ محاذ وغیرہ نے احمدیوں کے خلاف ''تحریک ختم نبوت'' کے نام سے ایک خوں ریز ایجی ٹیشن چلائی تھی۔ اس تحریک کی روح رواں وہ تمام جماعتیں تھیں، جو قیام پاکستان کی شدید مخالف تھیں۔ دراصل یہ ایک ایسی سازش تھی جس کا اعتراف بعد میں مودودی صاحب اور ان کے سرکردہ ساتھیوں نے متعدد بار کیا۔ مذکورہ ایجی ٹیشن کی وجہ سے ہی پاکستان کی تاریخ کا پہلا مارشل لاء نافذ ہوا۔ جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال اس ایجی ٹیشن کے بارے میں یوں فرماتے ہیں:-

''1953ء میں علماء نے ایک مرتبہ پھر سیاسی قوت یا اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کی تو وہ اینٹی احمدیہ موومنٹ تھی جس کے پیچھے بعض سیاسی عناصر تھے جن کا مقصد یہ تھا کہ کسی نہ کسی طریقے سے خواجہ ناظم الدین کی وزارت عظمیٰ کو ختم کیا جائے۔ اس مرتبہ پہلی بار ہم نے اسلام کو بطور حربہ کے استعمال کیا۔

(یادیں صفحہ 142)

تشدد پسند مولوی صاحبان نے مقدس خون کے نام پر ایک خوں ریز ایجی ٹیشن چلا کر ملک کے ''بنگالی وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین کا تختہ الٹ دیا اور اس طرح بنگلہ دیش کے بیج بوئے'' اس ایجی ٹیشن کی تحقیقات کیلئے حکومت پاکستان نے جسٹس محمد منیر صاحب (سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان) اور جسٹس ایم آر کیانی کی سربراہی میں ایک کمیشن کا قیام عمل میں لایا۔ کمیشن کی رپورٹ ''منیر رپورٹ'' کے نام سے مشہور ہے اور کافی معلوماتی اور دلچسپ ہے۔ کمیشن نے جب علمائے کرام سے مسلمان کی Defination پوچھی تو (یعنی مسلمان کی تعریف کیا ہے؟) تو سبھی علماء عظام نے اپنی اپنی Defination پیش کیں۔ لیکن یہ Defination ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھیں۔ مولانا مودودی صاحب کی بیان کردہ Defination میں ختم نبوت کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ جسٹس محمد منیر نے اس کمیشن کا ذکر اپنی کتاب From Jinnah To Zia میں کیا ہے:

پاکستان کے فتنہ پرداز اور تشدد پسند ملاؤں کی سرگرمیوں سے ملک میں نہ صرف اقتصادی سست رفتاری، معاشی بدحالی، Poor Foreign Investment، بیماری، ناخواندگی، کورپشن، منافقت، داخلی انتشار و بدامنی، فرقہ وارانہ تعصب و تشدد اور Gun Culture کو بڑھاوا ملا بلکہ عیسائیت کی ترقی کا راستہ بھی ہموار ہوا۔ اس طرح وہاں کے علمائے کرام کی قابلیت اور افادیت پر بھی سوالیہ نشان لگایا۔ جماعت اسلامی کے بانی مولانا مودودی صاحب نے 1926ء میں ایک سوال جواب میں جو کچھ فرمایا اس سے مسئلے کی Seriousness کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''ان حالات میں آپ خود بتائے کہ محض مسیحی عقائد کی تردید میں مضامین لکھنے یا گاؤں گاؤں تبلیغ کیلئے دورہ کرنے سے مسیحیت کے اس سیلاب کو کہاں تک روکا جاسکتا ہے''

رسائل ومسائل حصہ چہارم صفحہ 105

پاکستان کے مشہور صحافی شورش کاشمیری ''لاکھوں لوگ عیسائی ہو چکے ہیں'' کے عنوان سے یوں فرماتے ہیں:

''لوگ مرتد کیوں ہو رہے ہیں۔ اس کی واحد وجہ ہمارے نزدیک خود علماء کا وجود ہے جو مصلحت کی فصل کاشت کرتے وقت اسلام اور اصل قرآن کو گلدستہ طاق نسیاں بنا دیتے ہیں۔ عامتہ الناس کو اب فروعات سے کوئی دلچسپی نہیں ان کا مسلک ہر چہ باداباغ ہو چکا ہے واقعہ یہ ہے کہ پچھلی کئی صدیوں سے جتنا نقصان ہمارے علمائے محترم کی اکثریت نے اسلام کو پہنچایا ہے اتنا شاید نصرانیت اور مجوسیت کے اجتماعی حملے نے بھی نہ پہنچایا ہو۔ لوگ مرتد اس لئے نہیں ہو رہے ہیں کہ ان کیلئے اسلام میں دلکشی نہیں رہی۔ لوگ اس لئے مرتد ہو رہے ہیں کہ جو لوگ مسند رسول کے وارث ہیں اور جنہوں نے اپنے ناموں کے ساتھ خطابات حسنہ کا انبار لگا رکھا ہے ان کے اعمال و افعال عامتہ الناس کو مرتد کر رہے ہیں۔'' (ہفت روزہ چٹان لاہور 7 ستمبر 1964ء)

پھر دس سال بعد شورش کاشمیری نے علماء کرام کے بارے میں یوں فرمایا:

''دوسرا سوال علماء کرام سے ہے جن کے شب و روز نے معاشرے کو خوف خدا سے محروم کر دیا ہے یہ معاشرہ ڈوب کر رہے گا۔ ہم نے تو ایک مرنے والی قوم کی تمام نشانیاں اختیار کر لیں ہیں۔''

(ہفت روزہ ''چٹان'' لاہور 23 جون 1975ء)

حقیقت بھی یہی ہے کہ پاکستان کے علماء کی اکثریت نے اسلام کی کوئی قابل ذکر خدمت نہیں کی۔ ان مقدس ہستیوں نے ملک میں بڑھتے ہوئے'' عیسائیت کے سیلاب کو روکنے کی خاطر کوئی قابل عمل علمی منصوبہ بندی نہیں کی اور نہ ہی عصر حاضر کے اقتصادی، سماجی معاشرتی، معاشی، تعلیمی، تکنیکی اور

باقی صفحہ (15) پر ملاحظہ فرمائیں

ذہنی تناؤ (Stress) سے بچاؤ کے طریق

معمولی باتوں کو اپنے ذہن پر سوار نہ کرنا، روزانہ ورزش اور مناسب خوراک صحت و دماغ کے لئے مفید ہیں

مکرم احمد مستنصر قمر صاحب

ذہنی تناؤ یعنی Stress یہ نہیں کہ ہم کسی خطرہ کے وقت خطرے کی شدت کو محسوس کرتے ہوئے اپنے جسم میں ارتعاش اور بے چینی محسوس کریں بلکہ سٹریس یہ ہے کہ ہم معمولی باتوں کو اپنے اوپر سوار کرنا شروع کر لیں۔ جیسا کہ ٹریفک رک جانا، اخبار کا پانچ منٹ تاخیر سے آنا یا کھانا تیار ہونے میں دیر ہو جانا۔ یہ معمولی نوعیت کی قابل برداشت باتیں اگر ہمارے لئے قابل برداشت نہ رہیں تو ہمیں سمجھ لینا چاہئے کہ ہم ذہنی تناؤ کا شکار ہیں۔ ایسے حالات کا پیدا ہو جانا یہ معمولی فائدہ رکھتا ہے کہ ہم کسی حد تک چست و چالاک ہو جاتے ہیں اور ہر کام تیزی سے کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن ایسی چستی کی زیادہ مقدار صحت کیلئے بہت حد تک خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ اور اکثر ہو جاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ بعض ناپسندیدہ چیزوں سے مفر نہیں۔ مثلاً ٹریفک رک جانے کے وقت آپ گاڑی کے اسٹیئرنگ کو جتنی مرضی طاقت سے پکڑ لیں اس کا ٹریفک پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ البتہ آپ کی جسمانی توانائی غیر ضروری طور پر ضائع ہو رہی ہوگی۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہی تو وقت ہیکہ جب آپ اپنے تناؤ کو آرام میں بدل سکتے ہیں۔ آپ اپنی سیٹ پر پیچھے کو جھکیں۔ ٹریفک کے ختم ہونے کیلئے دعا کریں، تسبیح و تحمید و استغفار کریں، کسی موجودہ دلچسپ کتاب میں سے چند سطروں کا مطالعہ فرمائیں یا ملکی سیاست پر ساتھ بیٹھے ہوئے احباب سے اظہار خیال فرمائیں اگر کوئی نہ بیٹھا ہو تو سیاست کی اصلاح کیلئے اپنے ذہن میں مفید باتیں سوچیں اور کسی دوست کو اپنی اولین فرصت میں اپنے مفکر ہونے کا ثبوت مرحمت فرمائیں۔ سیاست کا ذکر اسلئے کر دیا ہے کہ یہ آج کل قومی مسئلہ تو ہے ہی ہر ایک کا ذاتی مسئلہ بھی بن چکا ہے۔ یاد رکھیئے اپنے آپ کو پریشان کرنے سے آپ صرف اپنا بلڈ پریشر زیادہ کریں گے اور بنی نوع انسان کو اس سے کوئی فائدہ یا نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔

اس گفتگو میں چند نہایت اہم باتیں قابل ذکر ہیں مثلاً آپ کسی صاحب فراست، قابل اور ''فی الواقعہ کوالیفائیڈ'' ڈاکٹر سے رابطہ کریں۔ اگر آپ مندرجہ ذیل علامتوں میں سے چند ایک اپنے اندر اکثر اوقات موجود پاتے ہیں تو آپ ازراہ شفقت نوٹ فرمائیں کہ آپ آرام کی حدود سے نکل کر کسی حد تک اعصابی تناؤ کی شکنجے میں داخل ہو چکے ہیں۔

۱)...... کیا آرام کرتے ہوئے بھی آپ کے ذہن پر یہ احساس غالب رہتا ہے کہ آپ کو آرام نہیں کرنا چاہئے تھا۔ بلکہ کسی دوسرے تعمیری کام میں مشغول ہونا چاہئے تھا؟

۲)...... کیا آنے والے کل کی فکر آپ کی نیند کو خراب کرتی ہے؟

۳)...... کہیں آپ فکر مندی کی وجہ سے ہر وقت جسم میں تناؤ تو محسوس نہیں کرتے؟

۴)...... کہیں آپ بے صبرے تو نہیں؟ مطلب یہ کہ کہیں آپ کو اپنی بات کر دینے کی ضرورت سے زیادہ جلدی تو نہیں ہوتی۔ یعنی یہ کہ آپ دوسروں کی بات کاٹ کر اپنی سنانے کی فکر میں ہوں۔

۵)...... کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ کے ذہن پر کئی کام سوار ہیں اور آپ اسی مخمصے میں کچھ نہیں کر پاتے کہ کونسا کام پہلے کیا جائے اور کونسا بعد میں۔

۶)...... کہیں حال ہی میں آپ نے سگریٹ نوشی یا تمباکو کا استعمال زیادہ تو نہیں کر دیا؟

۷)...... کیا آپ کو کھانا کھاتے ہوئے کچھ زیادہ ہی جلدی تو نہیں ہوتی؟

۸)...... آپ ہر وقت دوسروں کے ساتھ لڑنے پر آمادہ تو نہیں؟ آپ مانیں گے تو نہیں لیکن ذرا سوچئے شاید......

۹)...... کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ کی قوت فیصلہ کمزور ہو رہی ہو؟

۱۰)...... کوئی آپ کے کہنے کے مطابق کام نہ کرے تو یہ بات آپ کو فوراً برہم تو نہیں کر دیتی؟

۱۱)...... کہیں ایسا تو نہیں کہ کوئی بھی نیا کام کرتے وقت آپ کچھ گھبرا سے جاتے ہوں۔ یا منہ خشک ہو جاتا ہو۔ یا ہتھیلیوں پر پسینہ آ جاتا ہو یا آپ کا دل زور سے دھک دھک دھڑکنے لگ جاتا ہو۔

اگر ان میں سے بعض علامتیں آپ کی شخصیت کا حصہ بن رہی ہیں تو جلدی کیجئے جلدی! جلدی سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ آپ یہ مضمون پڑھتے ہی ڈاکٹر سے رجوع کرنے کی کوشش کریں۔ مراد صرف اس قدر ہے کہ آپ اس جانب بھی توجہ مرکوز فرمائیں۔ اگر آپ سنجیدگی سے سوچیں گے تو حالات کا رخ جلد ہی بدل سکتا ہے یہ بات تو آپ کے علم میں ہوگی یا اگر نہیں تو سن لیجئے کہ قابل اطباء کا کہنا ہے کہ شخصیات دو قسم کی ہوتی ہیں اول 'A' ٹائپ جو ہر چیز کے بارے میں بڑے رکھ رکھاؤ کے قائل ہوتے ہیں۔ اور سلیقہ مندی ان کا طرۂ امتیاز ہوتی ہے۔ دوسرے 'B' ٹائپ جو رکھ رکھاؤ اور سلیقہ مندی اور قرینے کے مداح تو ضرور ہوتے ہیں لیکن ان چیزوں کو اپنے اعصاب پر سوار نہیں ہونے دیتے۔ یہ لوگ اپنی ٹائپ کی طرح زندگی کے رویوں کے بارے میں بھی 'B' ہوتے ہیں۔ کہنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ ان کی زندگی Easy going ہوتی ہے اور یہ ہوا کے گھوڑے پر کم ہی سوار ہوتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے اور جس سے انکار کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ ہم سب دونوں قسم کے رویوں کا اظہار کرتے ہیں کبھی A اور کبھی B بات صرف اتنی ہے کہ ہم کوشش کریں کہ ہم ضرورت سے زیادہ A نہ ہوں اور حتی الوسع B ہی رہیں۔ اپنی طبیعت میں ٹھہراؤ پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ ٹھہراؤ پیدا کرنے کا ایک اچھا طریقہ یہ ہے کہ جو چیزیں مستقل ہمارے لئے تناؤ کا باعث بنتی ہیں انہیں روٹین سمجھ کر اپنے آپ کو کسی حد تک تسلی دے لی جائے۔ جیسا کہ بجلی کا بار بار جانا اور کم ہی آنا۔ ہمسائے کے کتے کا بے ضرورت بھونکتے چلے جانا۔ آپ کو سگریٹ پینے کی عادت نہیں لیکن کسی کا دھواں آپ کی ناک تک پہنچانے کی حتی المقدور کوشش کرنا۔ بینک میں بل جمع کرواتے ہوئے لمبی لائن لگانا اور بعض کا آپ کے اوپر سے پھلانگ کر بل جمع کروا لینا یا کرائے کا مکان ڈھونڈتے ڈھونڈتے عاجز آ جانا وغیرہ۔ یہ سب چیزیں Stress Triggeers کہلاتی ہیں۔ کوشش کریں کہ یہ آپ کے Stress کو Trigger نہ کریں۔ یعنی یہ آپ آپ کی پریشانی پر جلتی تیل کا کام کرنے میں کامیاب نہ ہوں۔ بس یہی وہ وقت ہے جب آپ کو اپنے اوپر کنٹرول کرتے ہوئے خوشی محسوس ہونی چاہئے۔ باقی یہ بات کم از کم علم کی حد تک تو ہم سب جانتے ہیں ہیں کہ ہلکی پھلکی ورزش کرنا، دوڑ لگانا، سائیکل چلانا صحت اور دماغ کے لئے بہت مفید پایا گیا ہے۔ مسکر اشیاء سے بچکر رہنے کی کوشش کریں۔ یہ ایک دفعہ پیچھے لگ جائیں تو مشکل سے ہی چھوڑتی ہیں۔ اس بات کا خیال رکھیں کہ آپ ایک وقت میں ایک ہی کام کریں۔ اور اس پر مکمل توجہ دیں۔ کھانے کے وقت صرف کھانے پر توجہ مرکوز کریں۔ کوشش کریں کہ آپ کم از کم کھانے کے وقت اپنے آپ کو دنیا کے غموں سے آزاد کر لیں۔ کیونکہ سکون سے کھانا نہ صرف آپ کے لئے بلکہ ساتھ بیٹھ کر کھانے والوں کے لئے بھی سکون کا باعث ہوگا۔ باقی عرض کرتا چلوں کہ Relax رہیں خوش رہیں۔

یہ سب کچھ لکھتے ہوئے مجھے بھی اس بات کا احساس ہونے لگا ہے کہ اب یہ بہت ضروری ہیکہ میں بھی Relax رہوں۔ زیادہ تر 'B' رہوں اور کبھی کبھی 'A' بن کر اضافی خوشی حاصل کروں

غزل

ہر کوئی دل کی ہتھیلی پہ ہے صحرا رکھے
کس کو سیراب کرے وہ کسے پیاسا رکھے

عمر بھر کون نبھاتا ہے تعلق اتنا
اے مری جان کے دشمن تجھے اللہ رکھے

ہم کو اچھا نہیں لگتا کوئی ہم نام ترا
کوئی تجھ سا ہو تو پھر نام بھی تجھ سا رکھے

دل بھی پاگل ہے کہ اس شخص سے وابستہ ہے
جو کسی اور کا ہونے دے نہ اپنا رکھے

ہنس نہ اتنا بھی فقیروں کے اکیلے پن پر
جا، خدا میری طرح تجھ کو بھی تنہا رکھے

یہ قناعت ہے اطاعت ہے کہ چاہت ہے فراز
ہم تو راضی ہیں جس حال میں جیسا رکھے

(احمد فراز کے ''خواب گل پریشاں ہیں'' سے انتخاب)

درخواست دعا

مکرم شیر محمد صاحب آف رشی نگر کشمیر اپنے والدین واہل وعیال کی صحت وسلامتی، دینی و دنیوی ترقیات کے لئے نیز جماعت احمدیہ رشی نگر کے ہر شر سے محفوظ رہنے کے لئے احباب کی خدمت میں عاجزانہ دعا کی درخواست کرتے ہیں

(عاشق حسین متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

اعانت بدر ۵۰ روپے۔

برطانیہ کی مادر ملکہ

مکرم رشید احمد صاحب چودھری لندن

برطانیہ کی مادر ملکہ جن کا پورا نام ELIZABETH BOWER LYON تھا۔3مارچ کو لنڈن کے قریب ونڈسر میں 101 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ان کا جنازہ مورخہ 9 اپریل کو اٹھایا گیا جس میں 4لاکھ افراد نے شرکت کی۔

بکنگھم پیلس لندن کی اطلاع کے مطابق ہفتہ کی صبح ان کی طبیعت خراب ہوگئی تھی اور دوپہر سوا تین ان کا انتقال ہوگیا وفات کے وقت ان کی بڑی بیٹی موجودہ ملکہ انگلستان الزبتھ دوئم ان کے پاس موجود تھیں۔

مادر ملکہ نے بڑی فعال زندگی گزاری۔ وہ سرکاری تقریبات میں بڑے جوش وخروش کے ساتھ اور بڑی پابندی سے حصہ لیتی تھیں سال بھر میں وہ 130 کے لگ بھگ تقریبات میں حصہ لیتی تھیں۔

مادر ملکہ 4اگست 1900 کو پیدا ہوئی۔اس وقت برطانیہ کے تخت پر ملکہ وکٹوریہ براجمان تھیں۔ان کی شادی پرنس البرٹ کے ساتھ 26اپریل 1923ء کو ہوئی۔وہ شاہی خاندان کی عورت نہ تھیں۔شادی کے بعد وہ Duchess Of York بن گئی۔پرنس البرٹ بادشاہ جارج پنجم کا چھوٹا بیٹا تھا۔بڑا بیٹا ایڈورڈ بادشاہ کے مرنے کے بعد تخت کا حقدار تھا مگر 1936ء میں جب جارج پنجم کا انتقال ہوا تو ایڈورڈ نے تخت سے دست برداری کا اعلان کیا اور ایک امریکی مطلقہ خاتون Wallis Simpson سے شادی رچالی۔شاہی خاندان کو یہ ہرگز پسند نہ تھا وہ کسی طور پر بھی مسز سمپسن کو ملکہ کے طور پر قبول کرنے پر تیار نہ تھے۔لہذا ایڈورڈ کو تخت سے دست بردار ہونا پڑا۔اس طرح پرنس البرٹ کی رسم تاجپوشی منعقد ہوئی اور وہ جارج ششم کے طور پر انگلستان کا بادشاہ بن گیا۔اور الزبتھ کو ملکہ کی ذمہ داریاں ادا کرنی پڑیں۔

مادر ملکہ کے دور میں برطانیہ کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔جنگ عظیم کے دوران وہ اپنے خاوند بادشاہ جارج ششم کی حوصلہ افزائی کرتی رہی۔وہ اپنی دونوں بیٹیوں شہزادی الزبتھ اور شہزادی مارگریٹ کو بالمورل Balmoral سکاٹ لینڈ کے نسبتاً محفوظ مقام پر چھوڑ کر لندن میں اپنے خاوند کے پاس پلٹ آئی تھیں۔لندن میں شاہی رہائش بکنگھم پیلس میں ہوتی ہے۔جنگ کے دوران وہ لندن ہی میں مقیم رہیں۔جنگ کے دوران ہٹلر نے 13 ستمبر 1940 کو لندن پر بمباری کی تو محل کا ایک حصہ تباہ ہوگیا۔اس وقت ملکہ الزبتھ نے بہت جرائت سے کام لیا اور ان علاقوں میں جہاں بمباری کی وجہ سے تباہی ہوئی تھی خاص طور پر ایسٹ لندن میں جاکر لوگوں کا حوصلہ بڑھایا۔

مادر ملکہ کا خاوند جارج ششم 1952ء میں فوت ہوگیا اور ملکہ الزبتھ بیوہ ہوگئیں۔اسی کی بڑی بیٹی الزبتھ دوئم ملکہ انگلستان بن گئیں تو انہوں نے مادر ملکہ کا رول سنبھال لیا۔ان کو انڈیا کی آخری ملکہ ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

سکاٹ لینڈ میں Glamis کا قلعہ جہاں مادر ملکہ نے بچپن گزارا تھا ان کو بہت محبوب تھا۔اس قلعے کا نام انکے والدین لارڈ اور لیڈی Glamis کے نام پر رکھا گیا تھا۔پہلی جنگ عظیم میں یہ قلعہ ملٹری اسپتال کے طور پر بھی استعمال ہوتا رہا۔دوسری محبوب جگہ جہاں مادر ملکہ رہنا پسند کرتی تھیں ونڈسر کا قلعہ تھا۔بادشاہ جارج پنجم نے اس میں واقع رائل لاج شادی کے بعد رہنے کیلئے دی تھی۔ونڈسر کا قلعہ آج سے 900سال پہلے William The Conqueror نے بنوایا تھا مگر 1992 میں آگ لگنے کی وجہ سے اس کا ایک حصہ بری طرح تباہ ہوگیا۔اس وقت مادر ملکہ نے ذاتی دلچسپی لے کر اسکی مرمت کروائی۔

مادر ملکہ کو باغبانی کا بہت شوق تھا۔گھڑ دوڑ میں بھی کافی دلچسپی تھی۔انکو گھوڑے پالنے کا شوق تھا۔اور اکثر اپنے اصطبل میں گھوڑوں کو گاجریں کھلانے کیلئے جایا کرتی تھیں۔ان کے اصطبل میں آجکل بھی بارہ گھوڑے ہیں جو گھوڑ دوڑ میں حصہ لے کر انعام حاصل کرتے ہیں۔

انکی ایک اور دلچسپی مچھلی کا شکار تھی۔اس مقصد کیلئے وہ بالمورل میں سال میں تین ہفتے گزارتیں۔اور دریائے Dee پر مچھلی کا شکار کرتیں اور پکنک مناتیں۔گو عمر کے آخری حصے میں کمزوری کی وجہ سے اس شغل میں کمی واقع آگئی تھی۔

برطانیہ کے شاہی خاندان کیلئے اس سال یہ دوسرا بڑا حادثہ ہے۔سات ہفتہ پہلے مادر ملکہ کی چھوٹی بیٹی مارگریٹ فوت ہوگئی تھیں اور اب یہ عزیز مادر ملکہ اس جہان سے رخصت ہوگئی۔مادر ملکہ کو 9اپریل 2002 کو ونڈسر کے قلعہ کے اندر کنگ جارج ششم میموریل چیپل میں اپنے خاوند جارج ششم کی قبر کے پہلو میں دفنایا گیا۔یہ چیپل پندرھویں صدی میں ایڈورڈ چہارم نے بنانا شروع کیا اور بادشاہ ہنری ہفتم کے وقت میں اس کی تکمیل ہوئی۔

اخبار بدر میں اشتہار دے کر اپنے کاروبار کو فروغ دیں

بقیہ صفحہ: (2)

بارے میں پوچھا فرمانے لگیں حضور رمضان یا دوسرے مہینوں میں گیارہ سے زائد رکعات نہ پڑھتے تھے۔یہ رکعتوں کی بات بھی ہوگئی اور تراویح کی بات بھی بیچ میں آجائے گی۔گیارہ رکعتیں ہم پر فرض ہیں ان معنوں میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باقاعدگی سے گیارہ ہی رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور مولویوں نے، جو بعض نے بیس اور بعض نے پچاس یا پانچ سو رکعتیں بنادی ہیں اور عجیب وغریب روایتیں مشہور کررکھی ہیں یہ سب جاہلانہ باتیں ہیں ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بھی تعلق نہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی گیارہ کی پابندی فرمایا کرتے تھے"۔(خطبہ جمعہ فرمودہ 25دسمبر 1998ء بمقام مسجد فضل لندن)

انشاء اللہ آئندہ گفتگو میں ہم اس مضمون کے بقیہ مسائل پر کسی قدر روشنی ڈالیں گے۔

(منصور احمد)

بقیہ صفحہ: (8)

تہذیبی مسائل کے حل کیلئے کوئی قابل عمل اور Fool Proof فارمولا پیش کیا، بس جلسوں جلوسوں، کانفرنسوں، ہڑتالوں، پرتشدد ایجی ٹیشنوں، اسلامی انقلاب، الجہاد الجہاد کے جذباتی نعروں وغیرہ سے مسلمانوں کو بے وقوف بناکر اپنا سیاسی ایجنڈا آگے بڑھایا۔مذکورہ بالا سرگرمیوں اور الیکشنی سیاست پر نہ صرف اربوں روپے خرچ کئے بلکہ اپنے سیاسی اور مسلکی حریفوں کو تکفیر بازی، انتہا پسندی کا شکار بھی بنایا۔جس کے نتیجہ میں پاکستانی معاشرہ انگنت اور ناقابل بیان پریشانیوں میں مبتلا ہوا۔اس کا زیادہ Brunt وہاں کے غریب محنت کش تعلیم یافتہ اور شریف لوگوں کو اٹھانا پڑا۔اسی کی وجہ سے پاکستان میں وسیع پیمانے پر Brain Drain ہوا اور اعلیٰ تعلیم یافتہ اور صاحب ثروت لوگ ملک سے فرار ہوئے۔خدائی فوجداروں کی تشدد پسندی اور انتہاپسندی کی بناء پر ہی عالمگیر شہرت یافتہ سماجی کارکن Social Activist مولانا عبدالستار ایدھی نے ملک چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔لیکن عوام کے پر زور اسرار پر انہیں اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور کردیا۔

پاکستان میں اس وقت امریکہ دشمنی کی آڑ میں جماعت اسلامی اور جمیعت علماء اسلام لوگوں کو افغان جہاد کیلئے اکسا رہی ہے۔حیران کن بات یہ ہے کہ جمیعت علمائے اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمان کے والد محترم مولانا مفتی محمود نے چند سال قبل اعلان کیا کہ مولانا مودودی نہ صرف امریکی ایجنٹ ہیں بلکہ کافر بھی ہیں نیز اپنے متبعین کو ہدایت کی کہ وہ جماعت اسلامی والوں کی اقتداء میں نماز نہ پڑھیں لیکن آج یہ دونوں جماعتیں گٹھ جوڑ کرکے افغان جہاد کے نام پر بدامنی اور انتشار پھیلانے کے درپے ہیں۔جبکہ اسلام میں بدامنی، فرقہ وارانہ تشدد، خونریز ایجی ٹیشنوں، انتہاپسندی وغیرہ کیلئے کوئی جگہ نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ نہ صرف تعلیم یافتہ اہل بصیرت طبقے بلکہ عام مسلمانوں نے بھی صدر مشرف کی 12 جنوری والی تقریر کو سراہا۔

ضلع شولاپور اور پربھنی (مہاراشٹر) کے اعلیٰ پولیس افسران کی خدمت میں لٹریچر کا تحفہ

ضلع پربھنی (مہاراشٹر) کے پولیس کپتان (SSP) جناب بٹھل راؤ جادھو صاحب کو راشٹر پتی اعزاز سے نوازا گیا۔جس پر پربھنی پولیس کی طرف سے موصوف کے اعزاز میں ایک پارٹی منعقد کی گئی خاکسار کو اس تقریب میں شرکت کی دعوت دی گئی خاکسار احمدیہ وفد کیساتھ اس پارٹی میں شامل ہوا اور اس موقع پر پولیس افسران میں جماعت احمدیہ کا لٹریچر بطور تحفہ پیش کیا۔

مورخہ 11-1-02 کو خاکسار کی قیادت میں جماعت کے نو احمدی صدر صاحبان اور معلمین کرام پر مشتمل تیرہ افراد کے ایک وفد نے جناب سنجیو کمار سنگھل صاحب IPS ضلع پولیس کپتان ایس ایس پی شولاپور سے ان کے آفس میں ملاقات کی اور لٹریچر پیش کیا۔

جناب بٹھل راؤ جادھو صاحب ڈپٹی کمشنر شولاپور نے جماعت احمدیہ شولاپور کے ساتھ بہت تعاون کیا اس پر مکرم نگران صاحب دعوت الی اللہ مہاراشٹر نے ان کی خدمت میں شکریہ کا ایک خط تحریر کیا۔خاکسار یہ خط لیکر موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا جہاں اور بھی اعلیٰ پولیس افسران سے خاکسار کی ملاقات کرائی گئی۔خاکسار نے سبھی افسران کی خدمت میں جماعت احمدیہ کے لٹریچر کا تحفہ پیش کیا۔

(عقیل احمد سہارنپوری سرکل انچارج شولاپور)

ارشاد نبوی ﷺ

السلام قبل الکلام

بات کرنے سے پہلے سلام کرلیا کرو

طالب دعا: یکے از اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

کینیا کے ویسٹرن ریجن کے ایک گاؤں 'شیانڈا' میں

جماعت احمدیہ کینیا کے 24ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

رپورٹ: مکرم بشارت احمد صاحب طاہر۔ مبلغ سلسلہ کینیا

امسال خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کینیا کا جلسہ سالانہ ۲۴ رتا ۲۶ ردسمبر ۲۰۰۲ء بمقام شیانڈا منعقد ہوا۔ جس میں ملک کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی جماعتوں کے علاوہ چار ہمسایہ ممالک تنزانیہ، یوگنڈا، ایتھوپیا اور روانڈا سے بھی احباب جماعت نے شرکت کی۔

جلسہ میں مہمانوں کو مدعو کرنے کے لئے دعوتی کارڈز تمام سیاسی، سماجی اور مذہبی لیڈروں، غیر حکومتی عہدیداروں کو دیئے گئے۔

۲۴ ردسمبر جلسہ کا پہلا دن تھا۔ نماز تہجد اور نماز فجر کی ادائیگی کے بعد مکرم عبد اللہ حسین جمعہ صاحب مبلغ سلسلہ نے درس قرآن کریم دیا۔ ظہر عصر کے بعد مکرم امیر صاحب نے جلسہ میں مدعو معزز ہستیوں کو خوش آمدید کہا جس کے بعد لوائے احمدیت اور کینیا کا قومی پرچم لہرایا گیا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ کا پیغام انگریزی زبان میں پڑھ کر سنایا گیا جس میں پیارے آقا نے جلسہ کے تمام شرکاء کو محبت بھرے سلام کے علاوہ جلسہ کی کامیابی، بنی نوع انسان کی ہمدردی اور عالمی امن کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار فرمایا تھا۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے عالمگیر جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا۔ مکرم امیر صاحب کے خطاب کے بعد مہمان خصوصی جناب Peetar Kialue ڈسٹرکٹ کمشنر نے خطاب کیا۔ آپ نے اپنی تقریر میں پورے افریقہ میں جماعت کی تعلیمی، طبی اور مذہبی خدمات کو قابل تقلید نمونہ بتایا۔ اس کے بعد جلسہ میں مدعو کی گئی معزز ہستیوں کا تعارف شرکاء جلسہ سے کروایا گیا اور پھر ان سب کو باری باری اظہار خیال کا موقع بھی دیا گیا۔ اس کے بعد مکرم بکری عبیدی کلوٹا صاحب مبلغ سلسلہ تنزانیہ نے ''مشرقی افریقہ میں احمدیت'' کے موضوع پر اپنے مخصوص اور دلکش انداز میں تقریر کی۔

۲۵ رنومبر دوسرے دن ساڑھے نو بجے مکرم اے ایم کاکوریا صاحب سابق امیر کینیا کی زیر صدارت جلسہ کا آغاز ہوا۔ مکرم مظفر احمد صاحب درانی امیر و مشنری انچارج تنزانیہ نے ''برکات خلافت ازروئے قرآن کریم واحادیث'' کے عنوان پر تقریر کی۔ ان کے بعد مکرم عبد اللہ حسین جمعہ صاحب مبلغ سلسلہ کینیا نے ''صداقت مسیح موعودؑ ازروئے قرآن کریم و بائبل'' کے عنوان پر تقریر کی۔ اس اجلاس کی آخری تقریر صدر جلسہ مکرم کاکوریا صاحب نے کی۔

نماز اور کھانے کے وقفہ کے بعد لجنہ اماء اللہ کا الگ اجلاس ہوا۔

مردانہ جلسہ گاہ میں دوسرا مشترکہ اجلاس چار بجے سہ پہر شروع ہوا جس کی صدارت مکرم محمد یاسین ربانی صاحب امیر و مبلغ انچارج یوگنڈا نے کی۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم یوسف عثمان کامبہ اولایا صاحب مبلغ سلسلہ تنزانیہ نے ''نماز باجماعت کا قیام'' کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ کے بعد مکرم فیض احمد صاحب زاہد مبلغ سلسلہ ممباسہ نے ''اسلام میں مسجد کی اہمیت اور تعمیر مسجد میں جماعت احمدیہ کی مساعی'' کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔

تیسرے دن ۲۶ ردسمبر کو اجلاس کی کاروائی کا آغاز ساڑھے آٹھ بجے صبح مکرم رشید احمد دبار صاحب کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم عبد اللہ حسین جمعہ صاحب مبلغ کینیا نے تقریر کی ان کے بعد مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے 'نظام جماعت' کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے حاضرین اور مدعوین کا شکریہ ادا کیا۔ نیز مکرم مقصود احمد منیب صاحب مبلغ سلسلہ شیانڈا نے بھی جلسہ کے انتظامات کے سلسلہ میں احباب جماعت اور دیگر مخلصین کے بھرپور تعاون کا شکریہ ادا کیا۔ بعدہ مکرم امیر صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا اور اجتماعی دعا کروائی۔ اس طرح یہ سہ روزہ جلسہ سالانہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

اس جلسہ میں ۲۵۳۰ مہمان شامل ہوئے جن میں نومبائعین کی تعداد ۱۵۰۰ تھی ☆☆☆

جرمنی کی مختلف جماعتوں کی طرف سے

کامیاب تبلیغی نشستوں کا انعقاد

مورخہ ۲۶ رجنوری اور ۱۰ رمارچ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت Pfungstadt کو اپنے نماز سینٹر میں دو تبلیغی میٹنگز کے انعقاد کی توفیق عطا فرمائی۔ ان تبلیغی میٹنگز کے لئے مرکز سے مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب اور مکرم لئیق احمد منیر صاحب تشریف لائے۔ مقررہ وقت سے پہلے مہمان تشریف لائے ہوئے تھے۔ مکرم ہیوبش صاحب نے جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا۔ نیز اسلام کے خلاف میڈیا کے دن رات زہر اگلنے اور مخالفت کی مہم کے بارہ میں بتایا۔ حاضرین نے کچھ سوالات کئے جن کے مکرم ہیوبش صاحب نے مدلل اور تسلی بخش جواب دیئے۔ تقریب کے اختتام پر ریفرشمنٹ کا انتظام تھا جس کے دوران احمدی خواتین نے عام تبادلہ خیالات میں بھرپور حصہ لیا۔

☆ دوسری تبلیغی میٹنگ میں حاضرین کو مکرم مولانا لئیق احمد منیر صاحب نے اسلام میں جہاد کی تعلیم کے بارہ میں تفصیل سے بتایا۔ یہ میٹنگ بڑے دوستانہ رنگ میں انعقاد پذیر ہوئی۔ ایک اسکول ٹیچر نے جن کا مطالعہ وسیع تھا اپنے خیالات کا اظہار اسلام کے حق میں کیا۔ عام بحث میں طالبات نے بھی حصہ لیا اس طرح بڑے خوشگوار ماحول میں یہ میٹنگ انجام پذیر ہوئی۔ (وحید احمد سیکرٹری تبلیغ)

☆ جماعت فولڈانوئے ہوف کو شہر کے سب سے بڑے اسکول کی آٹھویں اور نویں کلاس کے ۴۸ رسٹوڈنٹس کے علاوہ دو اساتذہ کے ساتھ مورخہ ۳۱ رجنوری ۲۰۰۲ء کی صبح ایک کامیاب تبلیغی نشست منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ سوا گھنٹے تک جاری رہنے والی یہ تبلیغی نشست مذکورہ اسکول کی نویں کلاس کی طالبہ عزیزہ انعم نعیم شرما صاحبہ کے خاص تعاون اور کوشش کے ساتھ انعقاد پذیر ہوئی۔ مرکز سے مکرم ہدایت اللہ صاحب ہیوبش اور مکرم مبارک احمد صاحب تنویر تشریف لائے مکرم ہدایت اللہ صاحب ہیوبش نے دو گھنٹے سے زائد احمدیت کا تعارف کرایا اور طلباء اور اساتذہ کے سوالات کے جوابات دیئے۔ تمام حاضرین نے بڑے انہماک سے تمام کاروائی سنی۔ ایم ٹی اے کے لئے سارے پروگرام کی ریکارڈنگ بھی کی گئی۔ پروگرام کے اختتام پر طلباء کے لئے ریفرشمنٹ کا خصوصی انتظام تھا۔ اساتذہ نے پروگرام کو بہت سراہا اور آئندہ بھی مزید ایسے پروگرام سکول کے سٹوڈنٹس کے ساتھ کروانے کا یقین دلایا۔

(محمد ادریس لوکل امیر فلڈانوئے ہوف)

☆ جماعت احمدیہ آفن باخ کے زیر انتظام خدام انصار اور لجنہ کا ایک روزہ تبلیغی کیمپ منعقد کیا گیا جس میں ختم نبوت کی حقیقت اور جہاد کے متعلق اسلامی تعلیم کے بارہ میں حاضرین کو بتایا گیا اس سلسلہ میں تدریسی فرائض مربی سلسلہ مکرم محمد الیاس منیر صاحب نے ادا کی اور شرکاء کیمپ کو آپ نے غیر احمدی مسلمانوں کے نظریہ جہاد اور جماعت احمدیہ کے نظریہ جہاد کا فرق بتایا۔ نیز غیر مسلموں کی طرف سے ہونے والے اعتراضات کے جوابات سے مطلع کیا۔

(میر عبد اللطیف لوکل امیر آفن باخ)

گورداسپور زرعی یونیورسٹی میں منعقدہ کسان میلے میں

.... جماعت احمدیہ قادیان کا بک اسٹال ....

مورخہ 26-3-02 کو گورداسپور زرعی یونیورسٹی میں کسان میلہ کا انعقاد کیا گیا۔ اس موقع پر مجلس انصار اللہ قادیان کی طرف سے ایک بک سٹال لگایا گیا۔ اس پروگرام میں مکرم گیانی عبد اللطیف صاحب درویش منتظم تربیت، مکرم ڈاکٹر سید بشارت احمد صاحب منتظم عمومی، مکرم محمد یعقوب صاحب جاوید منتظم مال اور خاکسار شامل ہوئے۔ اس موقع پر تقریباً ڈھائی ہزار افراد کو لٹریچر تقسیم کیا گیا اور احباب کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ مکرم خوشحال بہل صاحب وزیر تعلیم ولسانیات، جناب ڈی سی صاحب گورداسپور اور وائس چانسلر صاحب کو بھی جماعتی لٹریچر کا ایک ایک سیٹ بطور تحفہ دیا گیا۔

(محمد اکرم گجراتی منتظم مجلس انصار اللہ قادیان)

تبلیغِ دین و نشر ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

زعیم انصار اللہ چنتہ کنٹہ کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب

مورخہ ۵ مارچ بروز جمعہ بعد نماز جمعہ زعیم انصار اللہ چنتہ کنٹہ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب مکرم محمود احمد صاحب بابو قائم مقام امیر جماعت چنتہ کنٹہ کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ تلاوت، نظم اور انصار اللہ کے عہد کے بعد مکرم سیٹھ وسیم احمد صاحب نئے زعیم انصار اللہ چنتہ کنٹہ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا موصوف نے اپنی تقریر میں حضرت مصلح موعودؓ کے بعض اہم ارشادات کی روشنی میں احباب جماعت کو نصیحت کی۔

اس کے بعد مکرم محمد عبد الکریم صاحب سابق زعیم انصار اللہ نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا بعدہ خاکسار نے موقع کی مناسبت سے تقریر کی صدارتی خطاب اور دعا کے بعد تمام انصار خدام اور اطفال نے دونوں زعماء کرام کو گلے لگ کر مبارک باد کا تحفہ دیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بہتر رنگ میں موصوف کو اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق دے آمین۔

(پی۔ ایم۔ محمد رشید مبلغ چنتہ کنٹہ)

پنکال (اڑیسہ) میں

مجالس انصار اللہ کے پندرھویں سالانہ صوبائی اجتماع کا انعقاد

﴿رپورٹ مکرم شیخ ابراہیم صاحب ناظم انصار اللہ صوبہ اڑیسہ﴾

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پندرھواں سالانہ صوبائی اجتماع مجالس انصار اللہ اڑیسہ مورخہ 9 اور 10 مارچ 2002 کو پنکال میں منعقد ہو کر بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ۔

افتتاحی تقریب:

9 مارچ بروز ہفتہ صبح دس بجے خاکسار کی زیر صدارت افتتاحی تقریب کا آغاز ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد پہلی تقریر مکرم فرزان علی خان صاحب صدر جماعت احمدیہ پنکال کی ہوئی۔ بعدہ مکرم مولوی شیخ ہارون رشید صاحب مبلغ سلسلہ کیرنگ نے "مجالس انصار اللہ کی ذمہ داریاں" کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ خاکسار نے "دعوت الی اللہ اور انصار للہ کی وسیع تر ذمہ داریاں" کے عنوان پر تقریر کی۔ دعا کے بعد افتتاحی تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

بعد نماز ظہر وعصر انصار کے حسن قرأت حفظ قرآن نظم خوانی بزبان اردو، اڑیہ تحریری امتحان، اور فی البدیہہ تقاریر وغیرہ کے مقابلہ جات ہوئے۔

تربیتی اجلاس:

بعد نماز مغرب وعشاء ایک تربیتی اجلاس مکرم مولوی شیخ ہارون رشید صاحب مبلغ سلسلہ کیرنگ کی زیر صدارت منعقد ہوا تلاوت ونظم کے بعد مکرم مولوی سید فضل نعیم صاحب معلم، مکرم مولوی شمس الحق خان صاحب معلم، مکرم مولوی سید فضل باری صاحب مبلغ بھونیشور، مکرم مولوی شیخ عبد الحلیم صاحب مبلغ سلسلہ کرڈاپلی نے تقاریر کیں۔ بعدہ صدر اجلاس نے صدارتی خطاب فرمایا۔ اس اجلاس میں غیر احمدی احباب اور ہندو دوست بھی شامل ہوئے۔

دوسرا دن:

دوسرے دن مورخہ 10 مارچ صبح آٹھ بجے سے انصار کے علمی اور ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔

اختتامی تقریب وتقسیم انعامات:

بعد دوپہر خاکسار کی زیر صدارت اختتامی تقریب کی کاروائی کا آغاز ہوا تلاوت ونظم کے بعد خاکسار کی تقریر ہوئی بعدہ مکرم جناب فرزان علی خان صاحب صدر جماعت احمدیہ پنکال نے شکریہ احباب پیش کیا۔ خاکسار نے اول، دوم اور سوم آنے والی مجالس کے درمیان انعامات تقسیم کئے۔ مجلس انصار اللہ پنکال مقابلہ جات میں سب سے زیادہ انعام حاصل کرنے کیوجہ سے اول قرار دی گئی اجتماعی دعا کے بعد یہ دوروزہ اجتماع بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ اس موقع پر مجلس شوریٰ کا بھی انعقاد عمل میں آیا۔ ☆☆

﴿کلکتہ کی ڈائری﴾

☆ ذیلی تنظیموں کے اجلاسات ☆ انٹرنیشنل بک فیئر میں شمولیت

☆ مرکزی وفد کی آمد پر جلسہ

مکرم نسیم احمد صاحب طاہر مبلغ کلکتہ

☆ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مورخہ 17-2-02 بروز اتوار بعد نماز مغرب وعشاء دار التبلیغ کلکتہ کے ہال میں خدام اور اطفال و ناصرات کا کوئز مقابلہ منعقد کیا گیا۔ مکرم فیروز الدین انور صاحب نے اس کی صدارت فرمائی۔ مہمان خصوصی مکرم مولوی عبد المومن صاحب راشد تھے۔ مکرم ظفر احمد صاحب نے سوالات پوچھنے کا فریضہ ادا کیا۔ آپ کے ساتھ بطور معاون مکرم معشوق عالم صاحب شریک ہوئے۔ خدام، اطفال و ناصرات نے بھرپور تیاری کے ساتھ مقابلہ میں حصہ لیا۔

☆ جماعت احمدیہ کلکتہ نے 27 ویں انٹرنیشنل بک فیئر کلکتہ میں اپنا شاندار اور کامیاب بک اسٹال لگا کر حسب سابق دعوت الی اللہ کا اہم فریضہ سرانجام دینے کی سعادت وتوفیق پائی۔ اس بارہ روزہ بک فیئر میں 33 ہزار روپے کی کتب فروخت ہوئیں۔ اور ہزاروں کی تعداد میں اردو، ہندی، انگریزی اور بنگلہ زبانوں میں مفت لٹریچر تقسیم کئے گئے۔ مختلف اخبارات نے احمدیہ بک اسٹال کی کارگزاری کا ذکر کیا اس موقع پر کلکتہ کے خدام وانصار نے بھرپور تعاون دیا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا کرے۔

☆ مورخہ 17-2-2002 بروز بدھ بعد نماز مغرب وعشاء مکرم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم ناظر دعوت الی اللہ بھارت، مکرم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر ہیڈ ماسٹر مدرسۃ المعلمین قادیان اور مکرم سید تنویر احمد صاحب ناظم وقف جدید قادیان کی کلکتہ آمد پر ایک خصوصی اجلاس کا انعقاد عمل میں آیا۔ مکرم ماسٹر محمد مشرق علی صاحب امیر جماعت صوبہ بنگال وآسام نے جلسہ کی صدارت فرمائی۔ آپ کے ہمراہ کرسیوں پر تینوں بزرگان اور محترم سید محمود احمد صاحب امیر جماعت کلکتہ تشریف فرما ہوئے۔ خاکسار کی مختصر تعارفی تقریر کے بعد یکے بعد دیگرے ہر سہ معزز علماء کرام نے خطاب فرمایا۔ اس کے بعد مکرم سید محمود احمد صاحب امیر جماعت کلکتہ حاضرین جلسہ سے مخاطب ہوئے۔ بعدازاں صدر اجلاس نے خطاب فرمایا اور اجتماعی دعا کروائی اور اس کے ساتھ جلسہ برخاست ہوا۔ ☆☆

﴿کرناٹک کی ڈائری﴾

☆ جلسہ قومی یک جہتی ☆ نومبائعین کا تربیتی اجلاس ☆ مساجد کا سنگ بنیاد

(مکرم عبد الرؤف صاحب معلم گولگیری ضلع بیجاپور)

جلسہ قومی یکجہتی:

دار التبلیغ گول گیری میں مورخہ 10 فروری بعد نماز مغرب وعشاء جلسہ کا انعقاد خاکسار کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد مکرم مولوی ناصر احمد صاحب زاہد مبلغ سلسلہ نے جلسہ کی غرض وغایت بیان کی۔ اس کے بعد علاقہ کے ہندو معززین کی تقاریر ہوئیں۔ جناب پروفیسر مان رودریش نے اپنے تاثر میں کہا کہ "اس جماعت کو میں نے بہت نزدیک سے دیکھا ہے یہ جماعت ایک پرامن جماعت ہے" اسی طرح جناب گول لاڈاپا صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ "یہ جماعت امن پسند اور محب وطن جماعت ہے۔ خاکسار کی تقریر اور اجتماعی دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

نومبائعین کا تربیتی اجلاس:

مورخہ 18 فروری کو دار التبلیغ گول گیری صوبہ کرناٹک میں مکرم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت ونگران دعوت الی اللہ کرناٹک کی آمد پر اس سرکل کی نئی قائم ہوئی جماعتوں کا ایک تربیتی جلسہ رکھا گیا۔ اس میں 14 جماعتوں سے 150 نومبائعین شامل ہوئے۔ دوپہر کے اجتماعی کھانے کے بعد مکرم مولوی محمد نسیم خان صاحب کی زیر صدارت جلسہ شروع ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد مکرم مولوی حفیظ احمد صاحب الہ دین مبلغ سلسلہ نے خطاب فرمایا۔ اس کے بعد نومبائعین میں سے صدر صاحبان اور نمائندگان نے اپنے اپنے تاثرات بیان کئے۔ انہوں نے مبلغین و معلمین کی خدمات کو سراہا۔ اس کے بعد صدر اجلاس نے ہندی زبان میں حاضرین سے خطاب کیا۔ آپ کی تقریر سے متاثر ہو کر ایک ہندو لیڈر نے اپنی تقریر میں یہاں تک کہا کہ آئندہ بڑے پیمانہ پر جلسہ رکھا جائے میں اپنی برادری کے دس ہزار ہندوؤں کو اسلام کی ایسی شاندار اور سنہری تعلیم سننے کے لئے حاضر کروں گا۔ شکریہ احباب اور اجتماعی دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

مساجد کا سنگ بنیاد:

مورخہ 19 فروری کو دونئی جماعتوں (گونتک نال اور کڈمینور) میں دو مساجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ مکرم مولوی محمد نسیم خان صاحب نگران دعوت الی اللہ کرناٹک نے ہر دو جماعتوں کا دورہ کیا اور مقامی احباب کی موجودگی میں مذکورہ ہر دو مساجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ یہاں کے نواحمدی بڑی استقامت کیساتھ شدید مخالفت کا مقابلہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ہر شر سے محفوظ رکھے اور ہر دو مساجد کی تعمیر کے جملہ مراحل آسان فرمائے۔ آمین ☆☆

مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے جلسے

درج ذیل جماعتوں کی طرف سے مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے جلسے کے انعقاد کی رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی میں برکت ڈالے اور اس کے بہتر نتائج برآمد فرمائے۔

کروچھیتر صوبہ ہریانہ کی رپورٹ ٹی ایم عبد المجیب مبلغ کروچھیتر کی طرف سے ✦ پالاکرتی صوبہ آندھرا کی رپورٹ مکرم حافظ سید رسول نیاز نائب نگران اعلیٰ آندھرا کی طرف سے ✦ جماعت احمدیہ آسنور کشمیر کی رپورٹ مکرم ذاکر حسین نائک معتمد مجلس خدام الاحمدیہ آسنور کی طرف سے ✦ موتی بی مانہ صوبہ جھارکھنڈ کی رپورٹ مکرم سیف اللہ خان صاحب معلم کی طرف سے۔

جلسہ امن عالم (وشو شانتی سمّیلن) امرتسر میں احمدیہ وفد کی تقاریر

17-3-02 کو بمقام گوندوال صاحب ضلع امرتسر میں 'بابا کھڑک سنگھ' مشہور گردوارہ کی طرف سے چلائے جانے والے آئی ٹی آئی کالج کے وسیع میدان میں شاندار پنڈال لگایا گیا تھا جس میں پنجاب کے مختلف دور دراز اضلاع وشہروں کے علاوہ دیہات سے بھی ہر مذہب کے لوگ ہزاروں کی تعداد میں جمع تھے۔ اس سمّیلن میں خصوصی طور پر مرکز سلسلہ کے نمائندگان کو مدعو کیا گیا تھا۔ چنانچہ مرکز سلسلہ کی جانب سے اس پروگرام میں شمولیت کیلئے ایک وفد جس میں مکرم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم ناظر دعوت الی اللہ بھارت، مکرم مولانا عنایت اللہ صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد، مکرم مولانا تنویر احمد صاحب خادم نگران دعوت الی اللہ پنجاب و ہماچل، چوہدری عبد الواسع صاحب نائب ناظر امور عامہ، مکرم حاجی رشید الدین صاحب پاشا صدر عمومی قادیان، مکرم مولوی نذیر مبشر صاحب، مکرم عبد المومن صاحب بنگالی، مکرم حافظ اسلام الدین صاحب کے علاوہ پانچ معلمین کرام پر مشتمل یہ وفد مقررہ وقت پر جلسہ گاہ پہنچا۔ جماعت احمدیہ کے نمائندگان کا خصوصی طور پر استقبال کیا گیا۔

اس جلسہ میں مکرم گیانی تنویر احمد صاحب خادم نے گربانی کی امن وشانتی واسلام کے امن وشانتی کے اصولوں کو بیان کیا۔ نیز مکرم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم نے پنجابی زبان میں بیس منٹ تک خطاب کیا جو بے حد مقبول اور موثر رہا۔ ان دونوں مقررین کو سروپا سے نوازا گیا۔

(رفیق احمد سرکل انچارج امرتسر)

کلکتہ انٹرنیشنل بک فیئر 2002 کی چند جھلکیاں

مکرم فیروزالدین انورؔ صاحب آف کلکتہ

کلکتہ شہر میں لگا ستائیسواں بک فیئر اپنی سابقہ روایتوں کے ساتھ 30 جنوری تا 10 فروری چلتا رہا اس بک فیئر کی چند جھلکیاں پیش خدمت ہیں۔

☆اس فیئر میں جماعت احمدیہ کلکتہ چھبیس سالوں سے حصہ لے رہی ہے۔

☆اس فیئر میں جماعت کا بک اسٹال نمبر ۹۴۶، ۴۰۰ اسکوائر فٹ پر بنا تھا۔

☆اس اسٹال میں تقریباً تیس زبانوں میں قرآن مجید کے ترجمے، اور تقریباً پانچ ہزار کتابیں رکھی گئی تھیں۔

☆روزانہ دوپہر دو بجے سے رات آٹھ بجے تک تقریباً بیس انصار، خدام، لجنہ اور اطفال نے رضاکارانہ ڈیوٹی دی۔

☆روزانہ بک سٹال کا کھولنا اور بند کرنا مکرم مولانا نسیم طاہر صاحب مبلغ کلکتہ کی ذمہ داری تھی۔

☆رضاکاروں کیلئے جماعت کی طرف سے اور بعض احباب کی طرف سے ریفرشمنٹ کا بندوبست تھا۔

☆ہر روز پانچ ہزار مرد و زن ہمارے اسٹال میں آتے۔

☆بنگلہ اور انگلش قرآن مجید کی بہت مانگ تھی۔اس کے علاوہ نبیوں کا سردار، لائف آف محمد، ہومیو پیتھی کتاب کو بھی لوگ بڑے شوق سے دیکھتے اور خریدتے۔ صوبہ بنگال ہونے کی وجہ سے بنگلہ لٹریچر کا بہت ڈیمانڈ تھا۔اس کے انچارج جناب قاضی عبد الرشید صاحب تھے انہوں نے بڑی توجہ سے اس کام کو کیا۔

☆خاکسار کے ذمہ عمومی ڈیوٹی تھی اس لئے تقریباً سب سے تعلق رکھنا پڑتا تھا۔خصوصاً اسٹال کی زیارت کرنے والے احباب جو سوالات کرتے خاکسار ان کا جواب دیتا۔

☆ایک دفعہ چار عورتیں آئیں اور احمدیہ کیلنڈر دیکھا اور پوچھا کہ اس پر سیٹلائٹ کی تصویر کیوں ہے۔ انہیں بتایا گیا کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے ایم.ٹی.اے یعنی مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے نام سے ایک چینل پوری دنیا میں چلایا جا رہا ہے جو چوبیس گھنٹے روحانی اور دینی پروگرام نشر کرتا ہے۔اس چینل کو دیکھنے کے لئے ہم نے مسجد میں ٹیلی ویژن لگایا ہوا ہے۔وہ چاروں عورتیں حیرت کا اظہار کرنے لگیں کہ مسجد میں ٹیلیویژن؟ اس پر میں نے کہا آپ کے مسلک میں عورتیں تو مسجد نہیں جاتیں، تو کیا عورتیں نماز نہیں پڑھتیں۔سب نے کہا ہم اپنے گھروں میں نماز پڑھتے ہیں۔میں نے پوچھا تو آپ کے گھروں میں پھر ٹی وی نہیں ہونگے۔مگر سب نے کہا کہ ہمارے گھروں میں ٹی وی ہے۔پھر خاکسار نے عرض کیا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے لئے ساری زمین مسجد بنادی گئی ہے۔

☆ایک صاحب آئے اور بڑے طمطراق سے اعلیٰ حضرت رضا خان صاحب بریلوی کی قصیدہ خوانی شروع کردی کہ ان میں یہ خوبی تھی وہ خوبی تھی۔بہت اچھے حساب دان تھے بڑے اچھے شاعر تھے وغیرہ ان کے مقابلہ میں مرزا صاحب میں کچھ بھی نہیں تھا۔

میں نے کہا بریلوی صاحب کے پاس جو کچھ بھی تھا دنیاوی تھا مگر حضرت مرزا صاحب کو تو اللہ کے فضل سے اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا انعام نبوت عطا ہوا تھا۔وہ کہنے لگے لاحول ولاقوۃ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا ...... میں نے کہا دیکھئے آپ اپنی گفتگو میں بڑی زیادتی کر رہے ہیں اور حفظ مراتب کا خیال نہیں رکھ رہے۔اس پر انہوں نے کہا میں خوب اچھی طرح اور سمجھ بوجھ کر باتیں کر رہا ہوں۔لیکن آپ نے یہ کیسے کہہ دیا کہ میں حفظ مراتب کا خیال نہیں کر رہا۔ میں نے کہا آپ حضور ﷺ کا نام لیں انہوں نے جھٹ کہا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پھر میں نے کہا اب آپ بریلوی صاحب کا نام لیں۔انہوں نے فوراً کہا اعلیٰ حضرت رضا احمد خان صاحب بریلوی۔پھر میں نے توجہ دلائی کہ آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف حضرت کہا جبکہ بریلوی صاحب کو اعلیٰ حضرت کہا۔اس پر وہ سٹپٹا گئے اور خاموش رہ کر تھوڑی دیر بعد معلوم نہیں کہاں بھیڑ میں روپوش ہو گئے۔

☆ایک ہندو صاحب آئے اور قرآن مجید دیکھنے کی خواہش کی۔میں نے ہندی قرآن پیش کیا۔انہوں نے پوچھا کہ آپ کا قرآن کافروں کو قتل کرنے کو کہتا ہے۔کیا یہ سچ ہے؟ میں نے اسی ہندی قرآن سے سورۃ الکافرون نکالکر دیا اور کہا پڑھ لیں۔پھر پوچھا آپ کافر کسے کہتے ہیں میں نے کہا اس کا بھی یہیں ذکر ہے۔اسے پھر پڑھیں۔کہا آپ بتائیں۔میں نے جواب دیا جو ہمارے خدا کو ایک نہ مانے ہمارے رسول کو رسول نہ مانے اور ہماری طرح عبادت نہ کرے۔کہا تب تو کوئی جھگڑا نہیں اور قرآن خرید کر لے گئے۔

☆ایک ہندو دوست جو کسی کالج میں لیکچرار تھے اور اپنے علم کے مطابق ہر جگہ ہر مجلس میں کوئی نئی بات کہہ کر داد کے طلب گار ہوتے تھے مجھ سے کہنے لگے جس وقت اسلام آیا اس وقت عرب میں پانی کی بڑی کمی تھی اس لئے وضو کرنے میں پانی کے استعمال میں بڑی پابندی تھی جس طرح آجکل ہندوؤں میں گائے کے ذبح پر پابندی ہے۔حالانکہ ایک وقت تھا جب یہ ہندو بھی گائے کھاتے تھے۔اسی طرح پہلے مائک کا ایجاد نہیں ہوا تھا اس لئے اذان دیتے وقت دونوں طرف منہ کر کے اذان دیتے تھے۔مگر اب جبکہ پانی کی قلت نہیں رہی اور مائک ایجاد ہو چکا ہے آپ لوگ وضو کے لئے وہی پرانا طریقہ اور اذان کے لئے وہی پرانا ڈھنگ کیوں اپنا رہے ہیں۔میں نے کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ پانی کی قلت نہیں ہے مگر آپ کی گورمنٹ کہتی ہے ''پانی قیمتی ہے اس کی حفاظت کیجئے'' رہا اذان کا سوال تو یہ بات اپنے نیتاؤں کو بتائیں کہ بھاشن کے وقت اپنے منہ کو ادھر ادھر نہ گھمائیں اور مائک سے استفادہ کریں۔آپ بھی کالج میں اپنے سٹوڈنٹ کی طرف منہ گھما گھما کر ضرور اور لیکچر دیتے ہوں گے۔تو یہ فطری بات ہے کہ جس کو خطاب کریں ادھر منہ کریں۔اس پر وہ معذرت کرتے ہوئے چلے گئے۔ ☆ ☆

صوبہ پنجاب وہماچل کی نئی جماعتوں میں

عیدالفطر وعیدالاضحیہ کی مبارک تقریب

﴾تنویر احمد خادم نگران دعوت الی اللہ پنجاب وہماچل﴿

پنجاب وہماچل میں جماعت احمدیہ کے افراد نے عیدالفطر اور عیدالاضحیہ بڑے جذبہ، اخلاص اور خوشی سے منائی اور ان کی غرض وغایت کے متعلق خطبات دئے۔بعض مبلغین ومعلمین کیجانب سے اس بارہ میں رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔

☆مکرم مرزا بشیر احمد صاحب معلم میگوال تحریر کرتے ہیں کہ اس جماعت میں پہلی بار عیدالاضحیہ کی نماز ادا کی گئی اور قربانی کا بھی انتظام ہوا۔گردونواح کی جماعتوں نے بھی نماز عید میں شرکت کی۔

☆مکرم محمد یعقوب صاحب معلم زیرا لکھتے ہیں کہ یہاں نماز عید اور خطبہ کے بعد مسلم اور غیر مسلم بھائیوں کی ضیافت کا انتظام کیا گیا۔گردونواح کی جماعتوں نے بھی نماز میں شرکت کی۔

☆مکرم عزیز احمد صاحب اسلم میراکوٹ سے کہ جماعت میں نماز عید کی ادائیگی کا انتظام کیا اور امرتسر مشن میں نومبائعین کی دعوت کا انتظام کیا۔

☆مکرم رفیق احمد صاحب طاہر سرکل انچارج امرتسر نے درج ذیل جماعتوں میں نماز عید کی ادائیگی اور قربانی کا انتظام کیا۔

کالیکی ضلع امرتسر ...... خانپور ضلع امرتسر ...... ٹونگ ضلع امرتسر ...... گھڑکہ ضلع امرتسر ...... شوشک ضلع فیروزپور ...... بھام ضلع گورداسپور ...... جودھانگر ضلع امرتسر۔

☆مکرم راجہ جمیل احمد صاحب معلم شوشک ضلع فیروزپور سے کہ اس جماعت میں نماز عید ادا کی گئی گردونواح کی جماعتوں نے بھی شرکت کی بعد میں نومبائعین کی تواضع کی گئی۔

☆مکرم داؤد احمد صاحب چانہ ضلع کانگڑہ ہماچل سے کہ یہاں نماز عیدالاضحیہ کی ادائیگی ہوئی اور قربانی بھی ہوئی چانہ میں گردونواح کی جماعتوں نے بھی شرکت کی۔☆ ☆

صوبہ بہار میں ہماری تبلیغی وتربیتی مساعی

﴾مکرم شریف عالم صاحب صوبائی امیر بہار﴿

مورخہ 24-2-2002 کو خاکسار بھاگلپور سے مونگیر کی جماعت تبلیغی جائزہ لینے پہنچا۔مبلغ انچارج بھاگلپور، مکرم محمد مقبول صاحب طاہر انسپکٹر بیت المال آمد، مکرم جلیل اختر صاحب صوبائی ناظم انصار اللہ بہار، مکرم عبدالرؤف صاحب، مکرم سید محمود احمد صاحب بھی خاکسار کے ہمراہ شامل تھے۔

مونگیر کی جماعت کے سارے افراد مکرم عبدالحکیم غلام احمد صاحب کے دولت کدہ پر ہماری آمد کے منتظر تھے۔یہاں تبلیغی وتربیتی امور پر غور وخوض کیا گیا۔سبھی افراد نے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد اور اطاعت گزاری میں بلا تاخیر دعوت الی اللہ کے کام کو آگے بڑھانے کا وعدہ کیا۔اللہ تعالیٰ احباب جماعت مونگیر کو جزائے خیر عطا کرے اور ان کے حوصلہ اور امنگ میں اضافہ کرے۔

مونگیر کے بعد خاکسار خانپور ملکی پہنچا۔یہاں مسجد احمدیہ میں موقع کی مناسبت سے جلسہ یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد کیا گیا اس جلسہ میں گاؤں کے نو منتخب مکھیا اور چند غیر از جماعت افراد بھی شامل ہوئے۔

خانپور ملکی سے روانہ ہو کر خاکسار مع قافلہ بھاگلپور پہنچا۔یہاں مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد کیا گیا۔

ایک ماہ پہلے ضلع بانکا میں تبلیغی مرکز قائم کیا گیا جہاں دو معلمین کو متعین کیا گیا۔یہاں کے ایک نو احمدی مکرم عبدالرؤف صاحب اللہ کے فضل سے ایک قابل اور پڑھے لکھے آدمی ہیں اور دعوت الی اللہ کے کام میں سرگرم ہیں۔نیز صدر جماعت احمدیہ بھاگلپور کے مشورہ سے بھاگلپور سے کچھ دوری پر واقع کہلگاؤں میں بھی ایک تبلیغی سینٹر کا آغاز کیا گیا ہے اور یہاں ایک معلم کو متعین کر دیا گیا ہے۔

بہار میں فی الوقت مخالفت زوروں پر ہے۔اللہ تعالیٰ ہمارے مبلغین ومعلمین اور احباب جماعت کو ہر شر سے محفوظ رکھے اور ہماری تبلیغی مساعی میں غیر معمولی برکت ڈالتے ہوئے بیعت کے مقررہ ٹارگٹ کو پورا کرنے کی توفیق عطا کرے۔☆ ☆

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی موصی کو اپنی وصیت پر کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو اطلاع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت نمبر: 15154 میں محمد مفیض الرحمٰن محفوظ ولد مکرم محمد عطاء الرحمٰن صاحب قوم احمدی مسلم، پیشہ طالب علم، عمر ۱۸ سال پیدائی احمدی ساکن قادیان، ڈاکخانہ قادیان، ضلع گورداسپور، پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 02-1-1 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل جائیداد متروکہ منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں ہے میرا گزارہ ماہوار آمد بطور وظیفہ پر ہے جس میں سے 200 روپے جیب خرچ ملتا ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱۰/۱ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ نیز آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد
حکیم محمد دین — محمد مفیض الرحمٰن محفوظ — سید داؤد احمد
ولد مکرم محمد عزیز الدین صاحب — ولد محترم سید عبد السلام صاحب

وصیت نمبر: 15155 میں داؤد احمد ولد مکرم مقبول احمد صاحب مرحوم قوم احمدی، پیشہ ملازمت، عمر 35 سال، پیدائشی احمدی، ساکن دگل کالونی، ڈاکخانہ خانپور، صوبہ دہلی، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 2002-4-1 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میرا اس وقت منقولہ و غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے البتہ والد صاحب مرحوم کا ایک مکان باری نگر ٹیلکو جمشید پور میں ہے جسمیں ہم پانچ بھائی اور دو بہنیں اور والدہ حصہ دار ہیں ابھی یہ تقسیم نہیں ہوا اس کی قیمت 87000 روپے ہے اس کے علاوہ خاکسار کے پاس اس وقت مبلغ 40000 روپے نقد موجود ہیں میں اس کے ۱۰/۱ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتا ہوں۔

خاکسار اس وقت ایک فرم میں ملازمت کرتا ہے جس سے ماہوار 15000 روپے تنخواہ ملتی ہے میں وعدہ کرتا ہوں کہ تازیست اس کا ۱۰/۱ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔

اس کے علاوہ خاکسار کی کوئی اور جائیداد یا آمد نہیں ہے اگر آئندہ کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں گا تو اسکی اطلاع مجلس کار پرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد
محمد انور احمد — داؤد احمد — سید عزیز احمد
ابن مکرم محمد منصور احمد صاحب — ابن مکرم ڈاکٹر سید سعید احمد صاحب

وصیت نمبر: 15156 میں فرید الدین احمد ولد مکرم محمد کریم الدین صاحب شاہد، قوم احمدی، پیشہ ملازمت، عمر ۳۰ سال، پیدائشی احمدی، ساکن محلہ احمدیہ، ڈاکخانہ قادیان، ضلع گورداسپور، صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 01-12-13 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری منقولہ و غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے میں اس وقت صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ملازم ہوں اور مع الاؤنس مبلغ 2472 روپے تنخواہ ملتی ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تازیست اس کا ۱۰/۱ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا نیز آئندہ اگر مزید کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت 01-12-1 سے نافذ ہوگی۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد
ریحان احمد ظفر — فرید الدین احمد — محمد انور احمد
مکرم فضل الرحمٰن صاحب — مکرم محمد منصور احمد صاحب

وصیت نمبر: 15157 میں عطاء الٰہی احسن غوری ولد مکرم محمد انعام صاحب غوری قوم احمدی، پیشہ طالب علم، عمر ۲۲ سال، پیدائشی احمدی، ساکن قادیان، ڈاکخانہ قادیان، ضلع گورداسپور، صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 01-11-26 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱)..... اس وقت میری کوئی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ اگر مستقبل میں کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ پیدا کروں گا تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی کو دوں گا اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی رہے گی۔ یعنی اس کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔

۲)..... اس وقت خاکسار مدرسہ احمدیہ قادیان میں زیر تعلیم ہے وہاں سے خاکسار کو ہر ماہ 429 روپے ملتے ہیں۔ خاکسار وصیت کرتا ہیکہ اس کا ۱۰/۱ حصہ بطور چندہ وصیت ادا کرتا رہے گا۔ اسی طرح خاکسار تازیست اپنی آمد کا ۱۰/۱ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہے گا۔

۳)..... اس وقت خاکسار رسالہ ماہانہ 'مشکوٰۃ' کا نائب ایڈیٹر ہے وہاں سے خاکسار کو ہر ماہ مبلغ 200 روپے بطور الاؤنس ملتے ہیں۔ خاکسار وصیت کرتا ہے کہ اس کا بھی ۱۰/۱ حصہ ہر ماہ بطور چندہ وصیت ادا کرتا رہے گا۔

۴)..... اس کے علاوہ خاکسار کو کمپیوٹر سے بھی کبھی کبھی آمد ہوتی ہے۔ جس کو معین کرنا ممکن نہیں خاکسار وصیت کرتا ہے کہ خاکسار کو جو بھی کمپیوٹر سے آمد ہوگی اس کا ۱۰/۱ حصہ بطور چندہ وصیت ادا کرتا رہے گا۔

اس وقت تک خاکسار کو کمپیوٹر سے 25000 آمد ہوئی ہے اس کا حصہ آمد بشرح ۱۰/۱ مبلغ 2500 زیر رسید نمبر 6706 آج 01-11-26 جمع کروادیا ہے۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ سمجھی جائے۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد
محمد انعام غوری — عطاء الٰہی احسن غوری — محمد انور احمد
مکرم محمد امام صاحب غوری — ولد مکرم محمد منصور احمد صاحب

وصیت نمبر: 15158 میں عبد المالک ولد مکرم محمد یوسف صاحب، قوم گاڑہ، پیشہ ملازمت، عمر 35 سال، پیدائشی احمدی، ساکن قادیان، ڈاکخانہ قادیان، ضلع گورداسپور، صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 02-1-1 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں البتہ ایک مکان جس میں خاکسار کی رہائش ہے آبائی جائیداد میں ہے جو ابھی تین بہن اور تین بھائیوں میں مشترکہ ہے۔ جب کبھی اس کی تقسیم ہوگی خاکسار مجلس کار پرداز کو اس کی اطلاع دے گا۔

خاکسار اس وقت صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ملازم ہے جس سے ماہوار 3072 مع الاؤنس تنخواہ ملتی ہے اس کے علاوہ خاکسار کی متفرق آمد تقریبا 1000 روپے ماہوار ہوتی ہے میں وعدہ کرتا ہوں کہ تازیست اپنی آمد کا ۱۰/۱ حصہ داخل خزانہ کرتا رہوں گا۔ نیز آئندہ اگر کوئی جائیداد یا مزید آمد پیدا کروں گا تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی میری یہ وصیت نافذ ہوگی۔ میری یہ وصیت یکم جنوری 2002 سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد
محمد انور احمد — عبد المالک — خواجہ بشیر احمد
ولد مکرم محمد منصور احمد صاحب — ولد مکرم احمد حسین صاحب

وصیت نمبر: 15159 میں عبد اللہ جلال الدین معلم، ولد مکرم عبد المطلب صاحب، قوم احمدی مسلم، پیشہ ملازمت، عمر 49 سال، پیدائشی احمدی، ساکن محلہ احمدیہ، ڈاکخانہ قادیان، ضلع گورداسپور، صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 2002-1-1 حسب ذیل وصیت کرتا ہو کہ میری وفات پر میری کل جائیداد متروکہ منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری اس وقت منقولہ و غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے میرا گزارا ماہوار آمد پر ہے جو بصورت ملازمت انجمن احمدیہ قادیان سے ماہوار 2686 مع الاؤنس پاتا ہوں۔ میں وقف جدید اندرون کا معلم ہوں میں وعدہ کرتا ہوں کہ تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگا ۱۰/۱ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتا رہوں گا۔ نیز آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اسپر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد
محمد انور احمد — عبد اللہ جلال الدین — سفیر احمد شمیم

وصیت نمبر: 15160 میں ابراہیم احمد پر بھاکر، ولد مکرم خورشید احمد پر بھاکر، قوم احمدی مسلمان، پیشہ ملازمت، عمر 32 سال، پیدائشی احمدی، ساکن قادیان، ڈاکخانہ قادیان، ضلع گورداسپور، صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 01-11-1 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ منقولہ و غیر منقول جائیداد کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری منقولہ و غیر منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

میرے والد صاحب بفضلہ تعالیٰ موصی اور بقید حیات ہیں۔ والد صاحب کی جائیداد ابھی تقسیم نہیں ہوئی ہے۔ والد صاحب کی جائیداد میں والدہ صاحبہ کے علاوہ پانچ بھائی اور تین بہنیں حصہ دار ہیں۔ جب بھی مجھے اس میں سے حصہ ملے گا اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کردوں گا اسپر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

خاکسار صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ملازم ہے مجھے ماہوار مبلغ 2186 روپے مع الاؤنس تنخواہ مل رہی ہے۔ اس کے علاوہ دفتر جلسہ سالانہ سے مبلغ ایک ہزار روپے ماہوار مل رہا ہے۔ اس کے ۱۰/۱ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔

علاوہ ازیں دیگر ذرائع سے ماہوار مبلغ 500 روپے آمد ہوتی ہے اس کے ۱۰/۱ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اگر مزید کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ ہوگی۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد
خورشید احمد انور — ابراہیم احمد — ریحان احمد

''کافر'' کہنے پر ساتھیوں سے غیر مشروط معافی مانگو

ایک لیڈی ٹیچر کو ممبئی ہائی کورٹ کا حکم۔ ٹیچر کی نوکری پہلے ہی جا چکی ہے۔

ممبئی ہائی کورٹ نے ایک ٹیچر کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو کافر کہنے پر ان سے غیر مشروط معافی مانگے۔ کیونکہ ایک سیکولر ملک میں ایسے اظہار کی کوئی جگہ نہیں۔جسٹس راجن کوچر نے تسنیم عمر کی عرضی کی سماعت کرتے ہوئے یہ حکم دیا۔انجمن اسلام سیفی طیب جی سکول کی اس ٹیچر کو اس طرح کی بات کہنے پر 13 فروری کو سروس سے نکال دیا گیا تھا۔

ہوا یہ تھا کہ تسنیم کی ساتھیوں نے دیوالی کے موقعہ پر اسے دیوالی مبارک کہا تھا جس کے جواب میں اس نے یہ کہہ دیا تھا کہ وہ ''کافر'' نہیں ہے۔اس واقعہ کی انتظامیہ سے شکایت کی گئی اور تسنیم کو نکال دیا گیا۔تسنیم کے عدالت سے رجوع کرنے پر جج نے کہا کہ عرضی گزار کو بحیثیت ٹیچر اکثریت کو کافر کہنے کے ارادہ سے ایسے الفاظ استعمال کرنے کا حق نہیں اور ممکن ہے کہ انتظامیہ نے اسے نکالا ہوتا تو وہ لفظ جہاد کا استعمال بھی کرنے لگتی۔جبکہ ہندوستان جیسے سیکولر ملک میں کافر اور جہاد جیسے الفاظ کیلئے کوئی جگہ نہیں۔جج نے سکول کی اسلامی انتظامیہ کو درست قرار دیتے ہوئے بہر حال یہ کہا کہ اگر عرضی گذار غیر مشروط معافی مانگ لے تو اسے بحال کیا جا سکتا ہے مگر ایک سال کی مدت عارضی ہوگی اور پچھلی تنخواہ نہیں ملے گی۔

......افغانستان میں زلزلوں پر زلزلے

شمالی افغانستان کے نہرین قصبہ میں 12 اپریل کو زلزلہ آیا جس سے درجنوں مکانات تباہ ہو گئے۔دو ہفتہ پہلے اسی علاقہ میں آئے زلزلہ میں ایک ہزار سے زائد افراد ہلاک ہو گئے تھے۔ایک فوجی عہدیدار نے قریب کے گندوز صوبہ میں بتایا کہ زلزلہ میں کم سے کم 100 افراد کے ہلاک یا زخمی ہونے کی اطلاع ہے۔متعدد مکانات اور دوکانیں تباہ ہو گئیں ہیں۔کافی لوگ ملبہ کے نیچے دبے پڑے ہیں۔ترجمان نے بتایا کہ زلزلہ کے جھٹکے بعد میں 100 کلومیٹر دور کابل اور پاکستانی دارالحکومت اسلام آباد تک میں محسوس کیے گئے۔

افغانستان کو ایک مرتبہ پھر زلزلے نے ہلا دیا ہے۔نہرین ضلع میں 2 افراد ہلاک ہو گئے جہاں پچھلے تین ہفتوں کے دوران مسلسل زلزلوں میں سینکڑوں لوگ مارے جا چکے ہیں۔مقامی باشندوں نے بتایا کہ کل دوپہر زلزلہ میں محمد داد گاؤں کے دو افراد ہلاک اور پانچ زخمی ہو گئے۔

15 اپریل کو بھی زلزلہ کے جھٹکہ سے ملک کا بڑا حصہ ہل گیا تھا۔پاکستانی ماہرین کے مطابق ایک زلزلے کی شدت ریختر پیمانہ پر 5.3 ناپی گئی تھی جو پچھلے ماہ آئے زلزلے کی شدت سے ذرا کم ہے جس میں ایک ہزار کے قریب لوگ لقمہ اجل بن گئے تھے۔پچھلے ہفتہ بھی ایک زلزلہ میں 50 لوگوں کی جان گئی تھی۔اور اس زلزلہ نے تین گاؤں میں وہ سب کچھ بھی تباہ کر دیا تھا جو پچھلے زلزلہ میں باقی رہ گیا تھا۔امدادی کارکنوں نے بتایا کہ مرنے والوں کی تعداد نسبتاً کم رہی کیونکہ لوگوں کے مکان تو پہلے ہی گر چکے ہیں۔اور اب وہ خیموں میں رہ رہے ہیں۔

......ملک کے مختلف حصوں میں 31 دہشت گرد گروپ سرگرم

ملک کے مختلف حصوں میں 31 دہشت گرد اور انتہا پسند گروپ سرگرم ہیں اور ان میں سے بعض کے مراکز پاکستانی مقبوضہ کشمیر، افغانستان، بنگلہ دیش اور میاں مار میں ہیں۔اس کا اعلان داخلی امور کے وزیر مملکت ودیا ساگر راؤ نے راجیہ سبھا میں کیا۔انہوں نے بتایا کہ حکومت ہند نے ان سبھی تنظیموں کو ممنوعہ قرار دیا ہے۔ممنوع تنظیموں میں دین دار انجمن، البدر، جمعیت المجاہدین، القاعدہ، جیش محمد، فرقان، الفا، سیمی، ماؤنواز کمیونسٹ سنٹر (ایم سی سی) اور ایل ٹی ٹی ای شامل ہیں۔انہوں نے بتایا کہ شمال مشرقی ریاستوں کے ہندوستانی انتہا پسندوں نے پڑوسی ملکوں میں اپنے کیمپ قائم کیے ہیں جیسے کہ این ڈی ایف بی، اور الفا کے کیمپ بھوٹان بنگلہ دیش میں، این ایل ایف ٹی، اے ٹی ٹی ایف کے بنگلہ دیش میں اور این ایس سی این اور اس تمام دھڑوں کے کیمپ میانمار اور بنگلہ دیش میں ہیں۔

..........کافی کا کثرت استعمال

امریکی جرنل میں شائع ایک مطالعہ کے مطابق کافی پینے سے ہڈیوں کے کمزور ہونے کے خطرہ بڑھ جاتا ہے۔خاص کر بوڑھی عورتوں کو جن کے حیض کا وقت ختم ہو گیا تھا ان پر کیفین کے مثبات کے اثرات جاننے کی کوشش کی گئی۔اس ریسرچ میں یہ پایا گیا کہ جن عورتوں نے تین سو ملی گرام سے زیادہ کیفین کی مقدار کا استعمال روزانہ کیا ان کی ہڈیوں کی گہرائی میں کمی پائی گئی۔جیسے جیسے کیفین کی مقدار میں اضافہ ہوا ویسے ہی ہڈیوں کے کمزور ہونے کا امکان بڑھتا ہے۔اس ریسرچ میں نہ صرف کافی بلکہ کیفین کے دیگر ذرائع جیسے چاکلیٹ وغیرہ کو بھی شامل کیا گیا۔ہڈیوں کی گہرائی میں کمی کی وجہ سے ہی بوڑھی عورتوں میں اوسٹیو پوریس بیماری ہو جاتی ہے۔اوسٹیو پوریس بیماری میں ہڈیاں اتنی کمزور ہو جاتی ہیں کہ ان کے ٹوٹنے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔اس ریسرچ کنندہ ڈاکٹر گالا دھر کے مطابق بڑھاپے میں عورتوں کو کیفین کا استعمال کم کرنا چاہئے اور کیلشیم والی چیزوں کا استعمال زیادہ کرنا چاہئے کیونکہ کیفین کی زیادتی سے کیلشیم کے پیشاب کے ذریعہ باہر نکل جانے کی مقدار کو بڑھا دیتی ہے اور کیلشیم ہڈیوں کی مضبوطی کیلئے بہت ضروری ہے۔

..........ورزش کیجئے اور بڑھائیے اپنی عمر

ڈنمارک میں یونیورسٹی آف کوپن ہیگن کے ماہر ڈاکٹر لارنس بی اینڈرسن کی طرف سے کی گئی ایک ریسرچ کے مطابق باقاعدہ ورزش فرد کی عمر کی حد کو بڑھا دیتی ہے۔اس ریسرچ میں 93-20 برس کے تیس ہزار سے بھی زیادہ مردوں اور عورتوں کی عادات کو جانا گیا اور پایا گیا کہ جو شخص باقاعدہ ورزش کرتے ہیں سائیکل چلاتے ہیں کھیلوں میں دلچسپی رکھتے ہیں یا پیدل چلتے ہیں وہ جسمانی اور ذہنی طور پر صحت مند رہتے ہیں۔اور انہیں بیماریاں ہونے کا امکان بھی کم رہتا ہے اس ریسرچ کے ریسرچ کنندہ ڈاکٹر اینڈرسن کے مطابق فرد اگر جسمانی طور سے کام کرتا رہتا ہے تو وہ بیماریوں سے دور رہتا ہے ورزش وہ خالی وقت میں یا کام پر جاتے وقت بھی کر سکتا ہے۔جیسے آفس میں لفٹ کا استعمال نہ کر کے سیڑھیاں چڑھنا یا اترنا کہیں پاس جانا ہو تو کار کا استعمال نہ کر کے پیدل چل کر یا سائیکل پر جا کر یہ ہلکے جسمانی عمل اس کے جسم کیلئے بہت فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں۔

عورتوں خاص کر بوڑھی عورتوں کیلئے کسرت بہت فائدہ مند ہے کیونکہ بڑھاپے میں ہونے والی کئی بیماریوں کو وہ کام کاج کرتے رہ کر دور کر سکتی ہیں۔

......بارش کیلئے بادل پر راکٹ داغنے کا منصوبہ

ملیشیا اس منصوبہ پر غور کر رہا ہے کہ جنگلوں میں لگی آگ کو بجھانے اور خشک سالی سے متاثرہ علاقوں میں بارش کیلئے بادلوں پر راکٹ داغنے اور دور دراز جنگلوں میں لگی آگ کو بجھانے کیلئے میزائیل ٹیکنالوجی کا استعمال کیا جائے۔سائنس ٹیکنالوجی اور ماحولیات کے وزیر لا ہیانگ ڈنگ نے کہا کہ انہوں نے روس کی ایک بڑی کمپنی سے کہا کہ وہ ان امکانات پر غور کرے۔یہ کمپنی مصنوعی سیاروں، میزائیلوں اور راکٹ کی ٹیکنالوجیوں میں مہارت رکھتی ہے۔اس وقت ملیشیا کے حکمران ہوائی جہاز فضا میں بھیج کر بادلوں پر کیمیکل اسپرے کرتے ہیں جن سے خشک زدہ علاقوں میں بارش شروع ہو جاتی ہے لیکن اس کا خیال ہے کہ اس کام کیلئے زمین سے کیمیائی میزائیل بادلوں پر چھوڑیں جائیں۔

گذشتہ دس برسوں میں پاکستان میں ملکی فسادات میں 59 ارب روپے کا نقصان

......اخبار جنگ کی سروے رپورٹ

مسلکی فسادات کے نتیجہ میں پاکستان کو گذشتہ دس برسوں میں 59 ارب کا نقصان ہوا ہے۔یہ بات اخبار جنگ کی طرف سے کرائے گئے ایک سروے میں سامنے آئی ہے۔یہ نقصان فسادات، ہڑتالوں اور ان واقعات کے بعد عوامی زندگی کے درہم برہم ہونے کی وجہ سے ہوا۔اس میں نجی املاک کو پہنچنے والا نقصان شامل نہیں ہے۔سب سے زیادہ نقصان کراچی سٹاک ایکسچینج کو 36 ارب روپے ہوا اور لاہور سٹاک ایکس چینج کو 22 ارب روپے ہوا۔اس کے علاوہ 48 لاکھ چھوٹے کارخانوں میں ملازم ایک کروڑ 44 لاکھ لوگ عارضی طور پر کچھ معاملوں میں مستقل طور پر بے روزگار ہو گئے۔

......پاکستان میں عورتوں پر تشدد ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ

ایمنسٹی انٹرنیشنل نے اپنی ایک رپورٹ میں اس بات کیلئے پاکستان پر نقطہ چینی کی ہے کہ پاکستان کی حکومت عورتوں پر بڑھتے ہوئے تشدد کو روکنے میں ناکام رہی ہے۔رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ خواتین میں یہ تشدد گھروں میں بھی ہوتے ہیں اور معاشرے میں بھی یہاں تک کہ جیلوں میں بھی۔حقوق نسواں پر حکومت پاکستان کے حالیہ تبصرہ کا جائزہ لیتے ہوئے اس عالمی انسانی حقوق کی نگران تنظیم نے پاکستان میں خواتین کی حالت زار پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا ہے کہ وہاں ایسے بے شمار کیس ہیں جن میں عورتوں کے ساتھ بدسلوکی کی جاتی ہے۔اور پاکستان کرمنل جسٹس سسٹم تو عورتوں کو انصاف فراہم کرانے کے معاملہ میں بالکل ناکام ثابت ہو رہا ہے۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پاکستان میں گھروں کے اندر بھی خواتین کو جسمانی اذیتیں دی جاتی ہیں ان کا جسمانی استحصال جبری کیا جاتا ہے۔ان پر تیزاب پھینکا جاتا ہے انکو جلا کر مار دیا جاتا ہے۔اور ایسے واقعات پاکستان بھر میں ہو رہے ہیں۔ان میں سے مردوں کے مظالم کا شکار ہونے والی چند ایک عورتیں ہی ایسی ہوتی ہیں جو لاء اینڈ آرڈر کی مشینری یا عدلیہ سے رجوع کرتی ہیں۔مگر اکثر ایسی عورتوں کے کیس بھی خارج کر دئے جاتے ہیں۔اور تکلیف میں مبتلا شکایت کنندہ خواتین کو ان کے ظالم خاوندوں کے یہاں واپس بھیج دیا جاتا ہے۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پاکستان میں قانون کا نفاذ بھی عورتوں کیلئے یکسانیت کی بنیاد پر نہیں ہوتا۔بلکہ مروج اکثر ایسے معاملات میں اپنے ہم جنسوں کو ہی قانونی فائدہ پہنچاتے ہیں۔اس طرح مالی طور پر کمزور خواتین کی حالت تو از حد قابل رحم ہے۔اقلیتی طبقوں اور بندھوا مزدور طبقات سے تعلق رکھنے والی عورتوں کی حالت بہت قابل رحم ہے

☆☆☆☆☆☆

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air 20 Pound or 40$ U.S.A
60 Mark German
By Sea 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Vol:51 Wednesday 24th April 2002 Issue. No. 17

Tel Fax :(0091)01872-20757
Tel Fax:(0091) 01872-21702

جرمنی کی سوزان میری اولسن جو قبر مسیح کی تحقیق کر رہی ہیں

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام نے 1898ء میں اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور ان کی قبر سری نگر کے محلہ خانیار میں ہے۔ عرصہ سو سال میں حضور پرنور کے اس الٰہی انکشاف پر ملک و بیرون ملک میں بیسیوں ریسرچ اسکالرز نے بہت کام کیا ہے اس تحقیق کی ایک کڑی ہیں **سوزان میری**۔ اس تعلق میں سری نگر ٹائمز میں شائع شدہ ریاض احمد کی تفصیلی رپورٹ ملاحظہ فرمائیں۔ ....(ادارہ)

سری نگر 9 مارچ شہر کے نچلے حصے روضہ بل کے مقبرہ میں کون مدفون ہے! (حضرت) عیسیٰ مسیح؟ کون ہے پتہ کرنے کیلئے نیویارک سے ایک محقق فی الوقت کشمیر میں ہے:

اسکی کھوج وہیں پر ختم نہیں ہوتی۔ سوزان میری اولسن Suzanne Marie Olsson دعویٰ کرتی ہے کہ کشمیر پاک مقبروں سے بھرا پڑا ہے۔ انہیں یقین ہے کہ حضرت موسیٰ سمال میں باندے پورے میں مدفون ہیں، (حضرت) ہارون ہاروان میں اور (حضرت) سلیمان یہاں پر تخت سلیمان میں اور حضرت مریمؑ مری پاکستان میں۔ مقامی عقیدہ ان کی دلیل کو تقویت دیتا ہے۔

سوزان جو یہاں پر فی الحال ایک منصوبہ کے تحت اپنے اعتقاد کہ (حضرت) عیسیٰ روضہ بل میں مدفون ہیں کی تحقیق کر رہی ہیں کہتی ہیں ”آپکے یہاں مصر اور اسرائیل سے بھی زیادہ عیسائیوں کی مقامات مقدسہ ہیں۔“

انہوں نے اپنی زندگی دنیا بھر میں پھیلے ہوئے بہت سارے نبیوں کے مقبروں کے اثریاتی ثبوت اکٹھا کرنے میں وقف کی ہے۔ علاوہ ازیں وہ اپنے آپ کو (حضرت) عیسیٰ کی براہ راست خلف نسل ہونے کا دعویٰ کرتیں ہیں کہ اسطرح ان کا اصرار ہے کہ (حضرت) عیسیٰ انکے آباؤ اجداد کے ایک بزرگ ہیں۔

دعویٰ دور از قیاس ہوسکتا ہے اور یہاں تک کہ عام انسان کے اعتبار کو خواہ مخواہ کھینچا تانی میں ڈال رہا ہے لیکن ان محترمہ نے اپنے کام اور انکی ”خالصتاً سائنسی مقصد“ میں سختی سے معنی خیز راہ اختیار کی ہے۔ ان کا مطلب روضہ بل میں اس نیک ولی کی قبر کھود کر نعش کو DNA Testing اور Carbon Dating کیلئے بھیج کر انکے اصلیت کا سراغ لگانا ہے۔

سوزان کا دعویٰ ہے کہ اس سے جگہ کی پہچان پر یہ اختلاف ہمیشہ کے لئے حل ہو جائے گا

وہ دعویٰ کرتی ہیں کہ وہ قبل ازیں پاکستان کے مری میں دنیا کے مشہور ماہر آثار قدیمہ پروفیسر امیری تس احمد حسن دانی اور سعیدہ رحمان جو پاکستان کے آثار قدیمہ اور عجائب گھر کی Director General ہیں انکی زیر نگرانی ایک قبر کی کھدائی کر چکی ہیں۔ قبر سے نکالی گئی نعش کو DNA Testing کیلئے ارسال کیا گیا ہے اور اس کے نتیجہ کا ابھی انتظار ہے۔

سوزان کہتی ہیں ”اب روضہ بل سے ہی گتھی سلجھ سکتی ہے اگر یہاں سے بھی باقیات کو Testing کیلئے ارسال کیا گیا اور مری کے نتیجہ سے اسکو ملایا گیا تو یہ یا تو دونوں قبروں میں تعلق ثابت کرے گا کہ دونوں کی اصلیت ایک جیسی ہے اور (حضرت) مریمؑ (حضرت) عیسیٰ کی تھیوری کی تصدیق کرے گی یا پھر ہمیشہ کیلئے اسے غلط ثابت کر دیگی۔

لیکن یہاں ایک دقت ہے۔ اس منصوبہ کو روضہ بل کی انتظامیہ کمیٹی سے سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ جو قبر میں کسی قسم کی کھودائی کے خلاف ہیں۔ نہ صرف اسلئے کہ وہ اس قبر کو ایک نیک مسلمان ولی یوزا آصف کی قبر مانتے ہیں بلکہ اسلئے بھی کہ اس کی کھدائی سے قبر کی بے حرمتی ہوگی۔

”ہم اس کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے“ صدر انتظامیہ کمیٹی محمد امین رنکشال نے کہا۔

اجازت نہ دینے کی ایک اور وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اسلامی اعتقاد کے مطابق (حضرت) عیسیٰ سولی پر نہیں چڑھائے گئے بلکہ کافروں کے سولی چڑھانے کیلئے لے جاتے وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان پر اٹھا لیا تھا اس لئے یہ سوچنا بھی کہ حضرت عیسیٰ کہیں پر مدفون ہیں ایک مسلمان کیلئے گناہ ہے۔

لیکن سوزان اپنی جگہ سختی سے قائم ہیں اور اصرار کرتی ہیں کہ انکا ایک خالصتاً سائینسی قسم کا کام ہے اور وہ حق کی متلاشی ہیں وہ منت کرتی ہیں کہ انہیں اس کام کی اجازت دی جائے کہ وہ ”اس ولی کی اصلیت اور پہچان کی تحقیق کریں“ تاکہ وہ اس جگہ کے تعلق سے ہونے والے شکوک شبہات کا خاتمہ کرسکیں۔ وہ دعویٰ کرتی ہیں کہ وہ اس طرح کا کام دنیا بھر میں کر چکی ہیں اور مقبروں کی کھدائی مصر جیسے مسلم ممالک میں بھی کی ہے جس کی تازہ ترین مثال مری (پاکستان) ہے۔ وہ اپنے دعویٰ کی تائید میں مری میں کھودی ہوئی قبر کی تصویر دکھاتی ہیں۔ انتظامیہ کمیٹی کے آخری لمحہ میں تعاون سے انکار کرنے پر مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے سوزان کہتی ہیں:

”میں صرف کشمیر کی مدد کر رہی ہوں اگر کشمیر کے تمام مقامات مقدسہ کی اصلیت ثابت ہو جائے تو یہ دنیا کے نقشہ پر مضبوطی سے عیسائیوں اور مسلمانوں کی نمایاں زیارت گاہیں ثابت ہو جائیں گی۔ اور ساری دنیا سے زائرین کی آمد و رفت آپکے یہاں ہوگی۔

وہ گذشتہ چھ ماہ سے یہاں پر ہیں اور اپنے منصوبہ کی اجازت حاصل کرنے کیلئے ہر قسم کی دوڑ بھاگ کر چکی ہیں جس میں وزیر اعلیٰ کی پریس سیکریٹری شاہدہ جیسے اعلیٰ حکام بھی شامل ہیں وہ ڈاکٹر فاروق عبداللہ کو بھی لکھ چکی ہیں اور ابھی بھی جواب کے انتظار میں ہیں۔ سوزان نے ابھی امید نہیں کھوئی انہیں بالآخر نہ صرف حکومت سے بلکہ عوام سے بھی اپنے نیک منصوبہ میں مدد ملنے میں کامیاب ہونے کا مکمل اعتماد ہے۔

(Greater Kashmir Srinagar 10th March2002)

(ترجمہ: ڈاکٹر طارق احمد انچارج احمدیہ شفاخانہ قادیان)

مکرم غلام مصطفیٰ محسن صاحب آف پیر محل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کو پاکستان میں شہید کر دیا گیا

احباب جماعت کو نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ ہمارے ایک مخلص احمدی مکرم غلام مصطفیٰ محسن صاحب آف پیر محل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کو جمعرات ۱۰ جنوری ۲۰۰۲ء کو نامعلوم افراد نے گولی مار کر شہید کر دیا۔

تفصیلات کے مطابق مکرم غلام محسن صاحب وقوعہ کے روز گھر میں اکیلے تھے۔ ان کے بیوی بچے شہر سے باہر تھے۔ آپ نے عشاء کی نماز حسب معمول مقامی مسجد میں ادا کی اور اسکے بعد گھر تشریف لے آئے اگلے دن صبح دودھ والے نے ان کے دروازے پر دستک دی مگر اندر سے کوئی آواز نہ آئی جب وہ دروازہ کھول کر اندر پہنچا تو مکرم غلام مصطفیٰ محسن صاحب کی نعش چارپائی پر پڑی تھی اور چارپائی پر بستر بچھا ہوا نہیں تھا اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں سونے سے پہلے ہی شہید کر دیا گیا تھا۔ ان کے سر پر سامنے کی طرف گولی کا نشان تھا۔

مرحوم کی عمر تقریباً ۵۵ سال تھی۔ انہوں نے اپنے پیچھے ایک بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ بیٹا طارق محسن واقف زندگی ہے اور جامعہ احمدیہ ربوہ کا طالب علم ہے۔ ایک بیٹی شادی شدہ ہے اور دوسری تھرڈ ایئر کی طالبہ ہے۔

غلام مصطفیٰ محسن صاحب شہید جماعت احمدیہ کے خادم اور ایک پرجوش داعی الی اللہ تھے۔ کوئی نہ کوئی شخص ہر وقت ان کے زیر تبلیغ رہتا تھا۔ خدمت دین کی آپ کو لگن تھی۔ ہردلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔ کسی سے ذاتی دشمنی نہیں تھی مگر تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں ان کو کبھی کبھار دھمکیاں بھی ملتی رہتی تھیں۔ اسلئے اغلب خیال ہے کہ انہیں مذہبی دشمنی کی بنا پر شہید کیا گیا ہے۔

ان کے جسد خاکی کو ربوہ لایا گیا جہاں ۱۲ جنوری ۲۰۰۲ کو مسجد مبارک میں بعد نماز فجر ان کا جنازہ مکرم مولانا مبشر احمد صاحب کاہلوں ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے پڑھایا۔ بعد ازاں قبرستان نمبر ایک میں ان کی تدفین عمل میں لائی گئی اور تدفین کے بعد مکرم خالد مسعود صاحب ناظر امور عامہ نے دعا کرائی۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ راہ مولیٰ میں شہید ہونے والے اس احمدی بھائی کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کی ہر طرح سے حفاظت فرمائے اور انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆